

**TEXT PROBLEM
WITHIN THE
BOOK ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222512

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP-67-11-1-68-5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹/۵۸۳۱۵ Accession No. ۴۷۶۵

Author > ا. ش. ریاضی P. G.

Title دیوان ا. ش.

This book should be returned on or before the date last marked below.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الفرائض من تصنیف شیخ الاسلام امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ردیف الف

آہی ہوا اثر میرے بیان میں حسن قرآن کا
 او سو سرتاج خالق نے بنایا جن دنسا کا
 گدا مجھ کو بنایا آستانِ شاہ مردانہ کا
 مر کر یہ سو دل ہے پانی پانی ابر باران کا
 ظہور میرا دو عالم ہوا اشارہ تیری فرمان کا
 جو آنکھیں ہوں کر کوئی تماشا پیر کنعا کا
 توجہ او سکی بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا
 فلک کہ تو ہیں جسکو ہر وہ زنیہ تیری ایوان کا

مزمین بسم اللہ سے مطلع ہے دیوان کا
 فزون ادراک سے ہر مرتبہ شاہِ رسولان کا
 فقیری میں مجھ کو بخشا خدا فرج سلطان کا
 رولانا ہی لہو آنکھوں سے غم شاہِ شہیدان کا
 نمود شکل مستی کن فکانکی کار سازی ہے
 تو انامی دہ ہر ناتوانا دست خالق ہے
 تغافل و سکا رستم کو بنا دی زال سے بدتر
 تری معراج سے معراج پائی عرشِ اعظم نے

طہارت پختن کی آیت قرآن سے ثابت ہے
 نہ ہو تو قیور و شان آستانِ عرش پیرامن
 علیؑ سے تا بہندی یہ امام ہر دو عالم ہیں
 علیؑ ہی زردانِ حق علیؑ سے ہمزبانِ حق
 سرخیلِ امان ہوا امام پاکبازان ہے
 پڑھی ناد علیؑ جب حکم رب سے سروردینے
 شہا جسم ترا بحرِ توجہ جو شش پر آیا
 اوٹھایا پردہ ظلمت کو تیرے نورِ نور نے
 اوٹھادنیاسو عیسیٰ نام پاک مرتضیٰ لیتا
 ہوا تو حکم حق سے ناخدا و زورقِ نصرت
 کیا سجدہ ملائک نے تجھے آدم کی صورت میں
 خلیل اللہ کو تیرے کرم نے امن میں رکھا
 علیؑ کو ہاتھ میں کونین کی عقدہ کشائی ہو
 ہمارا ظاہر دل ہے کبابِ آتشِ لفت
 وہ بلبلی ہوں کہ باغِ منتقبت میں شوکانیا

نجس خود ہو جو منکر ہو کلام پاک یزدان کا
 بلاگردان فلک ہو گنبدِ شاہِ خراسان کا
 ہر اک انبیا ہو حکم حق ہی رہے ہر جز انسا کا
 علیؑ ہی ترجمانِ حق علیؑ معنی ہے قرآن کا
 احم کا مقتدا ہو شیوا ہے اہل ایمان کا
 گھلا جو ہر اُحد میں ذوالفقار شاہ مردان کا
 ہوا غرقِ فنا دم میں عدو موسیٰ عمران کا
 نہمان تھا خضر کی آنکھوں سے چشمہ آبِ حیات کا
 علیؑ نام خدا ہو مومنو ہنام یزدان کا
 نہ پہونچا کوئی صد مرنوح کی کشتی کو طوفان کا
 ہوا لہر ہی شیطان کا باعثِ عذر شیطان کا
 دکھایا آتشِ فرود نے جلوہ گستاخان کا
 امام جنتی و انبیؑ ہوا مالک جسم کا جان کا
 نہ ہو کیونکر اثراد سمیعِ حدیثِ طیر بریان کا
 مری نمونہ مری بند مرغانِ خوش الحان کا

گنہگاروں کو عبودت کو ہمیشہ آپ نے ڈھانکا	خدا کیونکر نہ دیتا خرقہ معراج حضرت کو
علیؑ پر صاحب عرفان علیؑ عالم پر قرآن کا	علیؑ پر باب شہر علم و دانائی و موزن حجت
کیا حق نے تجھے مورد عطا سے تیغ بڑا نکا	نبیؐ سے اس کی شہدین تو نے پائی دختر ذی شان
مسلمان کا جو منہ ہو وہی معنوی ہے مسلمان کا	ولایتی رہی نہ جو حسین مسلمان ہو نہیں سکتا
شہا سایہ بزرگ فرزند قیامت تیرے دامان کا	سنا ہوا آفتاب حشر میں گرمی بہت ہوگی



بجا ہو گرا شکر کی ذات پر نازش کر دو دران
فلک سے ہر زیادہ مرتبہ تیری شاخون کا



کہ عالم پای مجنونین جہان ہے سید لڑان کا	دلِ وحشی ہوا مسکن گزین ایسی بیابان کا
سوا کوہ گرانسوی ہے اوٹھانا بار احسان کا	سر شوریدہ منت گش نہ ہو گا سنگ طفلان کا
شفق آلودہ دامن ہو گیا اوس ناقہ تابان کا	فلک تجھ کو نہ ہو کیونکر خدا کی شہیلہ ان کا
مری آنکھیں دکھائی ہیں تماشا برق باران کا	تصور ہے دم گریہ جو تیرے روی و خندان کا
دلِ گم گشتہ پرا حسان نہیں خضر بیابان کا	یہ دشت زہما جاوہ دشتِ محبت ہے
جو اوس سبلی شمالیل ڈگلتا نکی طرف بھان کا	ہر اک زرگس میں عالم چشم مجنون کا ہوا پیدا
ہر اک شمشاد پر عالم ہوا سرو چہرا غان کا	جو کھنچی آہ سوزان قمری دل ڈگلتا نینو
مبارک ہو تجھ زاہد نظارہ باغ رضوان کا	مری آنکھوں نے دیکھی ہے بہا اوس کے کوہِ پکی

گنہگار و کئی آنکھیں قلمزماں شکستِ امت ہیں
 فلک آئینہ داری جو رہو میان کی کرتا ہے
 وہی ہے آدمی جو چشمِ عالم میں جگہ پائے
 ہر اک مشتاق کی جان کسوت تن سے ہوتی ہے
 لبِ جان بخشش کی الفت میں ہے جو جان شیرینی
 رکھا خورشیدِ زبدی کا رد مال پر چہرہ پر
 مرغی خاکِ قدم کو کیوں نہ آنکھوں سے ملے مجنون
 ہزاروں حسرتوں کو آسمانِ ذخاک کڑا لا
 نہیں مجبوس ہوتی بو گل دیوار گلشن سے
 کیسی دید پر موقوف اپنی زینت ہے ناصح
 عدد کو لیکو وہ بُت کیوں آئی میری میت پر
 ہزاروں حسرتوں کا خون ہوا ہے تیرا تھونٹے
 از قرآنِ خوانی کا نہیں جاتا پسِ مردن
 نہیں ہے تنگِ چشمی کا سرد کا کبھی شیوہ
 شہادت ہو گئی میں نظر شامِ جدائی میں

نہیں شوارا زہر چھوڑا نا دلِ عصیان کا
 شفق ہے عکسِ خون آلودہ رخسارِ شہیدان کا
 کوئی دیکھے کہ دیدہ میں محل ہوتا ہوا نسا کا
 دکھا یا ساعدِ عربانِ ذوالعالم تیغِ عربان کا
 ہوا ہونے زہرِ آبِ چشمہ آبِ حیا ان کا
 تہ کیسو نظر آیا جو جلوہ روے تابا نسا
 کہ نورِ چشمِ لیلیٰ ہے غبار اپنے بیابان کا
 دلِ لایوسِ خاکا ہو گیا گورِ غریبان کا
 چلے روحِ روان پر زور کیونکر تن کو زندا نسا
 مرانا نظر انداز رکھتا ہے رگِ جان کا
 مسلمانوں جلانا ہے اسے مردہ مسلما نسا
 دلِ پناہی فلک ہے رنگ ہی گنجِ شہیدان کا
 ہماری لوحِ تربت پر ہے عالمِ لوحِ قرآن کا
 یہ اہلِ شوق آنکھوں پر قدم رکھتے ہیں جہان کا
 ہلالِ چرخِ ذوالعالم دیکھا یا تیغِ بڑا نسا

تیری چاہ زرخندان پر گمان ہے چاہ کننا کھا
 تصور ہر دم گریہ کی سیل کی نوک شرکان کا
 کسی دن دیکھ اسی زاہد تماشا بزم رندا کھا
 خدایہ ز وعدہ و تجھ کو بسنا یادین و ایما کھا
 غضب ہو گا عیان ہونا ہمارا داغ پنہا کھا
 نہ یا کھا کوئی داغ چاہی نہ آویان کوئی داغ کھا

تیری چاہت ز جیسے یوسف دل کو گرایا ہے
 نہیں ہو جوہ خونتابہ فشانی چشم گریان کی
 نظر آئیگی تجھ کو حق پرستی ہی پرستی میں
 مسلمان ہوں اگر کا فر قصو او کھا نہیں کوئی
 چھپے گا دامنِ محشر میں خورشیدِ قیامت بھی
 اونھیں مہری پنجواہ نلی خبر کیوں کر ملے ہمد



نشان نقشِ قدم کا بھی نہ پایا تا دمِ آخر
 عبت ہے کیا بیچھا اثرِ عمر گریزا کھا



ایسا سبک تھا غیر کہ کچھ بھی گران نہ تھا
 گو یا کہ اپنے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا
 دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز دان نہ تھا
 مطلق شبِصال عدو شاہان نہ تھا
 اس حسن اتفاق کا کوئی گمان نہ تھا
 کیا ہم نہ تھے اسیر کہ ذوقِ فغان نہ تھا

مخفل میں او سپہ رات جو تو مہربان نہ تھا
 جملِ بتان میں خوفِ فراقِ بتان نہ تھا
 پیشِ رقیب پر ستمِ دل تھے خوب کی
 عبرتِ دلا چکی تھی ہماری ستم کشی
 بگڑے ہو کر رقیب کو وہ آئی میرے گھر
 سرگرم نالہ کیوں رہی بلبل بہار میں



سرشارِ بخودی تھے اثرِ بزمِ یار میں



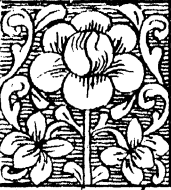
کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں تھا

چند روزہ عمر کی میعاد کیسا
 تجھ پہ تجھیہ اوستم ایجا کیسا
 آرزوئے جنتِ شاد کیسا
 آئے لب پر شکوہ بیدار کیسا
 آپ کی باتیں کرینگے یاد کیسا
 مجھ کو دیتے ہو مبارکباد کیسا
 اس جہان کا شاد کیا ناشاد کیسا
 باندھتے ہیں سرو کو آزاد کیسا
 ورنہ اے دل حاصل فرما کیسا
 تیرے آگے سرو کیا شمشاد کیسا
 کھینچتے ہم منت بہزاد کیسا
 ہم تجھے آئینِ ستمگر یاد کیسا
 وہ مرے حق میں کریں ارشاد کیسا
 سر پہ لین ہم منتِ جلا کیسا

قید تن سے روح ہے ناشاد کیسا
 میری ایذا سے عدو ہوشاد کیسا
 اونکی خاطر جابین بزمِ غمِ سیرین
 پارہا ہے دل مصیبت کے مزے
 دل میں جو آئے او سے کہہ ڈالئے
 دوستو آئے ہیں وہ دشمن کیا تھا
 جب نہیں کچھ اعتبارِ زندگی
 جب برنگِ گل ہے پابندِ مکان
 کچھ اگر تاثیر رکھتی ہے تو کھینچ
 ہے ترا پامال ہر نخلِ چمن
 یار کی تصویر دل پر کھینچ لی
 غیر دل سے ایک دم جاتا نہیں
 مجھ سے پہلے سن چکے ہیں غیر کی
 کو کہن کی آنکھ میں ہلکے بنین

ہے چمن کی اسے صبار و داد کیا
 نازش سر بازی فرما دیکھا
 دیکھے کرتے ہیں وہ ارشاد کیا
 آدمی کی اسے خدا بنیاد کیا

سر چٹکتے ہیں اسیرانِ قفس
 عاشقی ہے سر پر لینا کوہِ غم
 عرض اپنی ہے جو ہے عرضِ عدو
 سر کشی تجھے کرے کیا تاب ہے



بیحقیقت جان کر دل کو ارشاد
 تو نے اسے نادان کیا برباد کیا



لخت ہاؤ دل مجروح کو لیتا نکلا
 عشق بھی قہر آہی کا نمونہ نکلا
 تو اگر گور غریبان کی طرف جا نکلا
 خضرۃ اپنے لئے جادہ صحرا نکلا
 دردِ دلدار می غم سلسلہ پا نکلا
 آنکھیں بھر آئینِ جہان ذکر تونکا نکلا
 تو ہی اموشیخ بڑا حق کا شناسا نکلا
 آئینہ خانہ میں باطل ترا دعویٰ نکلا

تیرا بیکان مر می سینہ سوز نہ تھا نکلا
 ادسکے کوچہ سے جنازہ پہ جنازہ نکلا
 حق ٹھہر جائیگا واعظ کا بیانِ محشر
 شوقِ آوارگی منت کس رہ رہ نہوا
 عمر بھر کوچہ ظالم سے نکلنے نہ دیا
 ہم مسلمان ہیں مگر دل ہو بلا کا کافر
 اپنی ہوسق سے نکر محفلِ زندانِ برہم
 دم میں معدوم ہوئی صورت کیا می حسن

شعلہ طور مراد غمت نکلا
 حوصلہ سمین تمہارا نہ ہمارا نکلا
 دم پرین نام وفا صورتِ عنقا نکلا
 حرفِ مطلب مری مٹنے کی کبھی دیکھا نکلا
 پھر کہاں لذت ایذا جو یہ کانٹا نکلا
 کچھ غضب کا دہنِ یارِ مٹمت نکلا
 تجھ سے ایمرگ بڑا کام ہمارا نکلا
 نام جس شخص کا جس بات میں نکلا نکلا
 میں بداندیش عدو چاہنے والا نکلا

شوق نے حسرتی دید بنایا کس کا
 تول کر رہ گئے شمشیرِ دو دم کیا معنی
 عشق کو ملکِ عدم تک ملا کوئی سراغ
 عینِ وقعت و محبت میں سرِ خود داری
 خلشِ تیر مژہ دل سے نجانے پاسے
 کیا بیان کیجئے مٹنے بند ہو جاتا ہے
 اپنے مرنے سے عدو موردِ بیدادِ آباب
 حسدِ غیر سے کیا کم ہو مری شہرتِ عشق
 وای تقدیر کہ اوس دشمنِ ایمان کو حضور



مر گیا ہے اثر چھوڑ کے سرِ پتھر سے

عشق کی سوکھی سنم جان کا سودا نکلا



کرتے نہ اگر ضبط تو مٹنے تک جگر آتا
 مرنے سے مرے غیر کا مطلب نہ بر آتا
 اے قیس اگر دشت میں تو راہ پر آتا
 ہر سنگ میں وہ نور تجھے نظر آتا

دل سنگ نہیں ہے کہ شکر نہ بھر آتا
 تو فاتحہ خوانی کو اگر قبر پر آتا
 سو بار تجھے ناقہ لیلے نظر آتا
 تخصیص نہ معنی طور کی ای حضرت مولا

دفع سے مجھے واعظ نادان نہ ڈرانا
اپنے شجرِ عشق کا وقتِ ثمر آتا

ہوتا جو خبر کچھ بھی مری سوزشِ دل سے
ہوتی چمن آراے ازل کی جو مشیت



بیکار نہ کر رات بسر منتظری میں پڑ
آنا اوسے ہوتا تو وہ اب تک اتر آتا



لیکن اس سے بیوفا تو ہی بتا حاصل ہو کیا
تیرے جانداہ کو ظالم گور کی منزل ہو کیا
میرے دامن کے برابر دامنِ ساحل ہو کیا
سچ بتا اس انگبین میں زہر بھی شامل ہو کیا
حق کا آگے مدعی کا دعویٰ باطل ہو کیا
قیس تیرا پردہ دل پردہ محمل ہو کیا
لفظ گلِ اِزِ اِہلِ معنی در حقیقت گل ہو کیا
تیرے پنجہ میں کسی آزار کش کا دل ہو کیا
اس عنایت میں مراد غیر بھی شامل ہو کیا

جان دینا عاشق جانناز کو مشکل ہو کیا
دارِ سہنی میں عذابِ غم اُدھاتا ہی رہا
ہے مری تر دامنِ عبرت وہ طوفانِ نوح
مرگِ جنکو پڑی تیری لبشیرین کی چاٹ
بر سرِ حق رہ دلاحق کو ہمیشہ ہے فردغ
مانعِ دیدِ رخِ لیلے انہیں کوئی حجاب
خاک سے ہو تو ہیں پیدا خاک میں ملتے ہیں گل
کیوں رہا کرتا ہوا کی ظالم ہمہ دم بیقرار
خطا میں لکھتے ہیں کہ آئینے کہیں ہوتے ہوئے



دل ہے سینہ میں کہ ہے سیما ب بر آتش اتر
ماہی بے آب ہو یا طائرِ بسمل ہے کیا



او سکے دل میں اثر ڈرا نہ ہوا
 تیری جانب سے مجھ پہ کیا نہ ہوا
 کیوں ترا آشنا عدو ٹھہرے
 مر کے او سکی گلی کی خاک ہوا
 عشق کا رنگ کچھ نرا لالہ ہے
 مایہ ناز تھا جو اپنا دل
 مار ڈالا مجھے عدو کے لئے
 پھر نہ چھوٹے گا تیری ہاتھوں سے
 کتنے عاشق بڑی بہن مست و خرا
 آنکھتا ہی میرے کوچہ میں
 کوئی پروا نہیں کینوں کی
 تیرے پیچھے سوائے فلک انسان
 تھا جو عاشق تمھارا پاب رکاب
 اب تم غیر پر وہ کرتے ہیں
 خوبیاں وہ ہزار رکھتے ہوں
 آہ اے نالہ تو رسا نہ ہوا
 خیر گزری کہ تو خدا نہ ہوا
 جب ترے غم سے آشنا نہ ہوا
 میں فنا ہو کے بھی فنا نہ ہوا
 خون دل رو دکشیں خانا نہ ہوا
 ناوکِ ناز کا نشا نہ ہوا
 حیف تو صبر آزما نہ ہوا
 خون اہل وفا حسا نہ ہوا
 سیکدہ تیرا آستانہ ہوا
 تجھ سے اتنا بھی ادا نہ ہوا
 آسمان مہربان ہوا نہ ہوا
 زندہ جب تک رہا رہا نہ ہوا
 سوے ملکِ عدم روانہ ہوا
 میرا مرنا مجھے بُرا نہ ہوا
 اونٹنے کوئی مرا بھلا نہ ہوا

<p>لطف کیا ہے اگر گلانہ ہوا زخم کھایا مگر صرّانہ ہوا</p>	<p>ست بُرمانے کہ الفت میں کچھ تو درکار تھی نمک ریزی</p>
<p>اے اثر تجھ کو چھو گلا کیا ہے جب کسی کا وہ بی وفا نہوا</p>	
<p>سجھکر بغیر پر بیدار کرنا نہیں وہ جانتے آزاد کرنا مری خاطر عدو کو شاد کرنا جہان تک ہو سکے بیدار کرنا نہیں آتا ہمیں فسریاد کرنا</p>	<p>بہت آسان ہی تجھ کو شاد کرنا مبارک ہو دلا تجھ کو اسیری دل اپنا ہو رہا ہو غم کا خوگر ہے اپنا امتحان دشمن کی عبرت توقع داور محشر سے کیا ہے</p>
<p>اثر بعدِ فن کیا کام آئے مجھے رورو کے اونگھا یاد کرنا</p>	
<p>مہربان حال پہ وہ رشکِ تم کچھ نہوا بارور باغِ جہان میں یہ شجر کچھ نہوا بجِز چارم سوسج آئے مگر کچھ نہوا دستِ فرعون سے موسیٰ کو ضرر کچھ نہوا</p>	<p>نالہ ہائی شبِ فرقت کا اثر کچھ نہوا نخلِ الفت میں نمودارِ شجر کچھ نہوا مبھری کا تیرے کشتہ پہ اثر کچھ نہوا ہو خدا دوست تو دشمن کرہیں بازو بیکار</p>

تجھ سے میرے لئے ایشکِ قرچہ نہوا
 ہم سفر وہ جو نہ تھا لطفِ سفر کچھ نہوا
 اشکِ یزی کی تو ایسے دیدہ تر کچھ نہوا
 پیش بہزاد عیان اپنا ہنر کچھ نہوا
 عرصہ حشر میں اعمال کا ڈر کچھ نہوا
 بار و نخل کو آزار تبر کچھ نہوا
 اسلئے میل مجھے جانبِ زر کچھ نہوا
 راتِ سامانِ طربِ غیر کے گھر کچھ نہوا
 رو بصحت جو مر از خمِ جگر کچھ نہوا
 میرا تیرا دمان انصاف اگر کچھ نہوا
 تیرا نقمان تو اے مرغِ سحر کچھ نہوا
 بتِ ترسا تجھے اللہ کا ڈر کچھ نہوا

غیر کی شب کو شبِ قدر بنایا تو نے
 ہے سفرِ شکلِ سقر یا اگر ساتھ نہیں
 کر لے فونتا بہ فشانے بھی اگر دل چاہے
 عشقِ تصویر اد سے عشقِ تصویر بھگو
 تھا حسی خدا کا جو تیقنِ دل کو
 صاحبِ فیضِ بہنِ شمشیرِ تم سے محفوظ
 دولتِ عشقِ ازل ہی کی نصیبِ دل تھی
 شبِ خدا جانی کہاں یا رر ہا بزمِ فرو
 یاس کی دیدہ عیسیٰ میں لہو بھر آیا
 حشر میں اور بھی اک حشرِ مچھکا ظالم
 چل گئی وصل کی شب گردنِ عاشقِ پھری
 بیخبر کعبہِ دل تو نے ستمگر ڈھایا



لاکھ سمجھایا اثر کو کہ ندرِ عشقِ ہر جان
 ناشنو تھا اد سے کہنے کا اثر کچھ نہوا



اشک جو آنکھوں سے نکلا روکشِ سیاب تھا

شورشِ غم سے مرادِ رات کیا بیٹا تھا

رو برویان چشم تر کے زہرہ ابر آب تھا	صحبتِ اغیار میں خندان تھا وان برق و
شمع بزمِ غیر وان وہ غیرتِ مہتاب تھا	یان لگی تھی آتشِ غیرت سے اپنوں دل بگ
یان الم تارِ نفس کو واسطے مہضاب تھا	پردہ ہاں گوشِ تھروان محو آہنگِ باب
غیر کا زانو بجائے بالسن کجواب تھا	یان درو دیوار سے تھا کام سر کو اور وان
یان سراپا دیدہ تر حلقہ گرداب تھا	حلقہ کیسو تھروان عنبر فروشِ دستِ غیر
وان بکام دشمنان جامِ شترِ ناپ تھا	خون دل پیتا رہا میں شامِ سربانِ تاسخ

کچھ نہ پوچھو اسی اثرِ طوفانِ ریخ ہجر یار	جوششِ گریہ سے بستر اک کھین سیلاب تھا
--	--------------------------------------

عدو کے جور کا تجھے کلا کیسا	جھا پرور سے امیدِ وفا کیسا
کروں میں اون سے عرضِ مدعا کیسا	غرض دل دادگی کی جانتی ہیں
ستائش ہاں دشمن کا کلا کیسا	نہیں جب جو ہر مردم شناسی
دلا جستی لہذا یزید میں مزا کیسا	نہیں شایانِ ریح با کبازان
شکایت ہاں بختِ نارسا کیسا	سپاسِ طالعِ نیکو چہ معنی
دہانِ زخمِ شورِ مہربا کیسا	عدو سے ٹکر نہ چو جو دستِ قاتل
دلِ خون گشتہ کو آگِ حنا کیسا	سراپا جلوہ رنگِ وفا ہے

چمن کی ہو گئی اگلی ہو اکیسا
 تماشے بہا رہے بقا کیسا
 غم بربادی اہل فنا کیسا

صبا آوارہ و گل نذر صرصر
 فروغ جلوہ گل عارضی ہے
 عبت کرتی ہے بلبیل ماتم گل

اثر موہوم ہے مضمون ہستی
 نہیں معلوم ہے کیا اور تھا کیسا

جاتے ہیں تلو و دھوکا کھائیں کیا
 داؤدِ محشر کو ہم بتلایں کیا
 غیر ہم پہلو جہان ہو جائیں کیا
 جب نہیں اے لذتِ غم کھائیں کیا
 اس سمجھ پر بھوکو وہ سمجھائیں کیا
 ہیں مسلمان تیرے گھر ہم آئیں کیا
 ہم کہیں کیا اور وہ فرمائیں کیا
 قتل کر کے مجھ کو وہ چتائیں کیا
 انقلابِ دہر سے گھبرائیں کیا
 آکے جب بیٹھے تو پھر اٹھ جائیں کیا

جھوٹے وعدہ و نپرتھاری جائیں کیا
 پر سنا اپنے قتل کی ہونے لگی
 ادنیٰ محفل حیرتِ عالم سہی
 خون دل کھانے سے کچھ انکار ہے
 ناصحِ مشفق کو سمجھانا پڑا
 غیر نے رکھ کر جہنم کر دیا ڈ
 ہم سے اوسے بات کیا باقی رہی
 ہے پشیمانی میں اقرارِ خطا
 آئینے پھر بھی وہی عشرت کے دن
 مڑھی کر اٹھینگے تیرے در سے ہم



دل کو کھوئے ایک مدت ہو گئی



اسے اشراب ڈھونڈنے سے پائین کیا

طے ہو نہیں سکتا کبھی جاہل کا بکھیرا
یہ سارے بکھیرے و نئے ہے شکل کا بکھیرا
یہ لے نر ہے پھر کوئی عمل کا بکھیرا
درویش کو ہوتا نہیں منزل کا بکھیرا
پھیلا ہے گلستان میں عناد کا بکھیرا
ہے روز قیامت کے مقابل کا بکھیرا
کیا رکھتے لگائے ہوئے قاتل کا بکھیرا
زاہد مجھے اوس حور شمال کا بکھیرا
زندہ میں تھا دوزخات سلاسل کا بکھیرا

جاہل کا بکھیرا بھی ہے مشکل کا بکھیرا
سر لیتے ہیں عاقل بھی کہیں دل کا بکھیرا
پردہ سے نکل سیتہ مجنون میں سما جا
شبلی جی جہان ہو گو شب باش خوشی
کیا سیر کروں ناز کی طبع ہے مانع
عشاق کا ہنگامہ تیرے در پہ ستمگر
خود کاٹ گلام گئے جو مرگ طلب تھے
ہنگامہ محشر سے ہے باللہ نہیں کم
کیونکر نہ بیابان کو نکل بھاگتا مجنون



وانا سے اشر ربہ مولیٰ نہیں پہنان



نادان ہو جو کرتا ہے فضائل کا بکھیرا

اپنی آنکھوں میں خار خار بنا
عشق اپنے گلے کا نار بنا

کسی گل کا جو انتظار بنا
کل خون سے ملانہ دل کو فراغ بنا

پیرہن اپنا تار تار رہا
 تہ شمشیر آبدار رہا
 محو نظارہ نگار رہا
 خنجرِ غم سے دل فگار رہا
 سر میں سودا جو زلف یار رہا
 بعد مرن بھی انتظار رہا
 شکل سیما بے قرار رہا

تیرے ہاتھوں سے ایجنون ہو دم
 دیر تک اپنا سر کہاں قاتل
 شکل آئینہ دیدہ حیران
 دست قاتل کو کب ہوئی تکلف
 عمر بھر پانوں میں رہی زنجیر
 وعدہ یار نے دیا کب چین
 آتش ہجر سے دل بیتاب

اے آتشِ عشق لالہ رو بونے
 اپنا دل غم سے داغدار رہا

کہ کرتا ہے عدو ماتم ہمارا
 مسرت آجکی ہے غم ہمارا
 کوئی انہیں بھی تھا محرم ہمارا
 زیادہ آپکا ہے کم ہمارا

ہوا ہے غم سے یہ عالم ہمارا
 نہ کیونکر غم سے ہو ہو کو مسرت
 دل و دیدہ سے ہوتی رازداری
 قصور اس عاشقی میں حضرت دل

کوئی بھرتا نہیں اب عشق کا دم
 غنیمت ایسا اثر تھا دم ہمارا

تجھے اور فلک اس سے کیا مل گیا
 مجھے تو بتوں میں خدا مل گیا
 نصیبو نے یہ سلسلہ مل گیا
 جسے درد دل کا مزہ مل گیا
 کہ صر جاکے یہ بیو فاعل گیا
 ترا عشق وہ رہنما مل گیا
 مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا
 تو غیر و نئے کیا سا قیام مل گیا
 تجھے کیا بتائیں کہ کیا مل گیا

جو یوں خاک میں دل مرا مل گیا
 مقدر میں زاہد جو تھا مل گیا
 تری زلف پر دست بیعت ہو
 اسے جان شیریں کی پروا نہیں
 ذرا دل کو دیکھو تو اسے ہمد مو
 پہونچ ہی گئے ہم خدا تک صنم
 جدائی میں رونا ہون آٹھوں پہر
 وہ اگلا مزہ مے کا جاتا رہا
 بتوں کے محبت میں زاہد ہمیں

ترا شعر کوئی سنا جب اثر
 مزا میر کے شعر کا مل گیا

تیرا وعدہ وفا نہیں ہوتا
 جو برا ہے بھلا نہیں ہوتا
 ہوش پہرون بجا نہیں ہوتا
 بے نمک کچھ مزہ نہیں ہوتا

یوں تو ہونے کو کیا نہیں ہوتا
 غیر بد میں سوا نہیں ہوتا
 ایک پل دیکھ کر تری آنکھیں
 رنگ گورا سہی فرنگن سا

تو اگر ای خدا نہیں ہوتا	یہ بتان حسین کہاں ہوتے
تو بھی اوس تک سا نہیں ہوتا	نالہ جاتا ہے عرش سو آگے
اپنے حق سے ادا نہیں ہوتا	عیب رندان اگر نکر تا شیخ
کہ بُرے کا بھلا نہیں ہوتا	گر بُرائی سوائے عدو پر ہیز
جس کا پھر دوسرا نہیں ہوتا	تو ہے وہ ایک ای خدا میرے
تیرے در کا گدا نہیں ہوتا	ملک مال و منال کا طالب
ہاتھ سر سے جس را نہیں ہوتا	سنگ طفلان جو یاد آئے ہیں
غیر کا مدعا نہیں ہوتا	دم جو نکلا تھا خیر نکلا تھا
تو اگر بیوفان نہیں ہوتا	عیب چینی کی تھی مجال کسے
مبتلائے بلا نہیں ہوتا	اوسکی زلفون سو دل اگر ڈرتا
تجھ سے اتنا صبا نہیں ہوتا	کہدی گل کو پیام بلبل کا

آدمی کون ہے اثر جبکا پو
پیٹھ پیچھے گلا نہیں ہوتا پو

بہت سوچا اب بھی سوتا ہریگا	اثر غفلت میں کھوتا ہریگا
جو ہوتا رہا ہے وہ ہوتا ہریگا	خدا کی خدائی ہمیشہ رہیگی

مرے واسطے یار روتار ہیگا	دفا میں مری یاد آئیگی تجھکو
بتو نہیں تو اوقات کھوتار ہیگا	کہا تنگ دلار کے غافل خدا سے
کھلیجے میں ریچی چھو تار ہیگا	دم آخری تک ترا عشق مرگان
جوانی کی ہے نیند سوتار ہیگا	جگائیں نہ کیونکر شب وصل و سکو
اگر عمر بھر یوں ہی روتار ہیگا	نہ ہوگا اثر اس سے کچھ تجھکو حاصل
لکھا بخت کا لاکھ دھوتار ہیگا	مٹیکانہ اک حرف تیرو مشائے

اثر دل ہے جیتک یہ کبخت ہر دم	تجھے بھر غم میں ڈبو تار ہیگا
------------------------------	------------------------------

اوسکے زانو پہ غیر کا سر تھا	دل نہ بیوجہ رات مضطر تھا
بوریا بھی نہیں میرے تھا	اپنے گھر اونکو کیا بلائے ہم
اپنا رومال اشک سے تر تھا	ضبط دل پر بھی اوسکی محفل میں
ورنہ کبہ بھی ایک پتھر تھا	یہ شرف ہے بتو نکی صحبت کا
منفلسی پر بھی دل تو نگر تھا	جان دینے میں سوچ کیا کرتے
موت جب آئی سب برابر تھا	نوب و زشت جہاں کا فرق نہ پوچھ
کیا ہی عتقا صفت کبوتر تھا	ہم سے خط لیکے بے نشان ہوا

کچھ مزاج اور بندہ پر در تھا	آپ بیتکٹ لے کے تھے دل
کیا ہی اولٹا امر مقدر تھا	ہجر لاحق ہوا وصال کے بعد
دل کی بخت ناز پر ورتھا	جو راعد کی تاب کیا لا تا
میں جو تیری ادا کا خوگر تھا	صحبت حور سے ہوئی وحشت

ہے اثر یا نہیں خدا جاوے
سنتے ہیں یاد کا حال دیگر تھا

تھکوا ایسا نہیں بنانا تھا	جب خدا کو جہان بسانا تھا
وہ بھی اسے یار کیا زمانا تھا	میرے گھر تیرا آنا جانا تھا
دو قدم پر غریب خانہ تھا	پھر گئے آپ میرے کوچہ سے
اوس سے بیگار دل لگانا تھا	جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے
آپکو تیغ آزمانا تھا؛ !	آئے تھے بخت آزمانے ہم
کچھ بھی آنسو تجھے بہانا تھا	اے ستمگار قبر عاشق پر
در نہ اپنا کہاں ٹھکانا تھا	تو نے رہنے دیا پس دیوار
پہلے دان پر شراب خانہ تھا	جس جگہ اب ہوشیج کی مسجد
پاک بازو نکھا آنا جانا تھا	داخل اہل ریاء نہ رکھتے تھے

بزم میں غیر کو نہ بلو اتے	آپ کو جب ہمیں بلانا تھا
ابن گل ہیں نہ وہ چمن شادابی	بلیوں کا جہان ترانا تھا
سنتے ہیں وہ شجر بھی سوکھ گیا	جبہ صیاد ایشیا نا تھا

دل نہ دیتے اوسے تو کیا کرتے	
اے اتر دکھ ہمیں اوتھانا تھا	

تھیں ہی بلبلو وقتِ امان موسمِ ہر پہ چھوڑ تری کی شکل پیدا ہو چکی تھی حتم گریا نے کسی غور شدہ طلعت سے گھر اپنا ایسا روشنی نیا کچھ رنگ نخلاروی آشناک دونوں سے ہمیشہ صبح کا دھوکا رادل کو نہ جین آیا میں کیا جاؤ گنا صحرا کو رہا ہر مجھ میں کیا باقی ہم اپنی زندگی میں شہر میدانِ محبت تھے زبان می ہر خدائی آدمی کو نطق کی خاطر بلندی دستہ ہر قدم پر ملتی جاتی ہے مقیدہ طائرِ رنگ چمن ہر تری تھی میں	نہ اندیشہ ہی گلچین کا نہ ہے صیاد کا دھوکا مگر جب سے جگر پہنے لگا نقشہ کچھ کا کہ ہر تاریک شب میں بھی نمایاں نور کا ترکا تماشا ہو بھانسی سے یہ شعلہ اور بھی بھر دکا دکھایا عارضِ جانان شب بھر نور کا ترکا جنون زنجیر پامیری نہ اتنی زور سے کھر کا ترا تو سو اجوا قاتل ہماری قبر سے بھر کا وہ دیوانہ ہے جو ہو معتقد تجذب کی بڑکا مسافر ملک نیا کا ہی یار ہو ہی بیہڑ کا تو وہ صیاد ہی منہ صبا کا جبہ دم پھر کا
---	---

شکستہ پیر میں ہونا ہوں لعل گوڑ کا
 درختوں کو گرا دیتا ہر چر سے کھو دنا جز کا
 بڑھاپا کو جہاں پہونچا سر نو سی بنا لڑ کا
 بڑھاپا کا زمانہ ہے کہ موسم آ یا پت جھڑ کا
 ہر اک مرغِ قفس کیا کیا پئے سحرین چڑ کا
 کہیں شیرِ دلا در بھی خطر کتھے ہیں گیدڑ کا

مری جو ہر شناسی کیا کیرن لی قبا د اے
 متحیر کن کو اہل دانش کب سمجھتے ہیں
 وہی انسان جو لڑکا تھا جوان ہو کر ہو بڑھا
 گرسے جا رہے ہیں نمان صورتِ برگِ انار ہی
 صبا سے آید فصل بہاری کی خبر سنکر
 کرن رو باہ بازی مدعی ہے تو کیا ڈر



اثر تو ز بھی پایا ہے مزاجِ حضرتِ آتش
 جو انونین جوان بڈھونین بڈھال کو کونیر کا



جب گلو سیراب آبِ خنجرِ قاتل ہوا
 اشتیاقِ روی لیلے پردہ محمل ہوا
 دامن صحرا بھی کو سون دامنِ ساحل ہوا

زندگانی کا مزہ اوس دم مجھے حاصل ہوا
 عین وقتِ دید مجنون کو ہوا کیا اضطرار
 جب جنون طوفان پہ لایا چشمِ دریا باکو



دل ندینا اور اثر بے فیض ہو رہے ہیں
 ماہ کے خرمن سے کسکو فائدہ حاصل ہوا



جو لطف کہ لب سے تری ساغر ز ادٹھایا
 تابوتِ بتانِ پری پیکرے ادٹھایا

شیشہ سے کہاں بادۂِ احمر نے ادٹھایا
 ہم ہو گئے مرنے پہ سلیمان کے برابر

غل پڑ گیا سرِ فتنہ محشر نے اوٹھایا
 کیوں بارِ جہان سر پہ سکندر نے اوٹھایا
 عشرت کا مزہ کب کسی بڑرنے اوٹھایا
 ای گل جسے میری دل مضطر اوٹھایا
 مردوں کو تیری پانوں کی ٹھوکرو اوٹھایا
 الزام کمزلف معبر نے اوٹھایا
 جو بیخِ برادر سے برادر نے اوٹھایا
 چہرہ سے نقاباوس مہ انور اوٹھایا
 انداز نیایار کے تیور نے اوٹھایا
 دانہ کوئی اب تک نہ کبوتر نو اوٹھایا

عشاق کے آگے جو ہوا یارِ قد آرا
 اس عمرِ دورِ وزہ میں سبکدوش تھایا
 سامانِ تقیّش کیلئے چاہئے دولت
 اوس داغ کی صورت بھی نہیں لالہ نہ بھی
 تم کہنے کی حاجت نہ ہوئی اہلِ لحد کو
 انگشتِ نمائی سے بچی اونکی نزاکت
 کچھ پوچھے یوسف سے ذرا اسکی حقیقت
 کیا چاندنی چھنکی مری گھر میں جس شبِ وصل
 اب بیکھے کیا تازہ بلا آتی ہے سر پر
 کیا محو ترے خال دہن کا ہوا جا کر



موسم کو سوا اور اثر کون اوٹھائے
 جو بیخِ علی کیلئے بو ڈرنے اوٹھایا



اپنی جان بازی کا جسم امتحانِ بچا
 آسمان کیلے در زیر آسمان ہو جائیگا
 پردہ دل لہ عارض سے کستان ہو جائیگا

خنجرِ سفاک پر جو ہر عیان ہو جائیگا
 آہ سوزان کا اگر بالادھوان ہو جائیگا
 بڑے رازِ نہان سب پر عیان ہو جائیگا

یہ نہ سمجھے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا
تیری فرقت میں فراقِ جسم و جان ہو جائیگا
جسمِ خاکی گردِ پائے آہوان ہو جائیگا

کچھ سمجھ کر اوس پہ خوبی سو کی تھی دوستی
لے خبر بیمارِ غم کی دردناکی و رشکِ مسیح
خاک کر دیا مجھے آخر سیرِ چشموں کا عشق



جب دا سے قتل مجھ کو وہ کر گیا اے اثر
کشتہ شمشیرِ حسرت اک جہان ہو جائیگا



زاہدِ اجرت طلبِ خواہان نہ ہو کیوں کا
میری دل پر شک ہو ا موسیٰ کو شمعِ طور کا
جل اوٹھا جب داغ پر چھا ہا کھا کافور کا
پانوں پھیلا نا بھی اب اوس کو سفرِ ہرد کا
دیکھو چہرہ اگر میری شبِ دیو جگر کا
اپنوں دل میں آنہیں سکتا تصورِ حور کا
چاہئے سرمہ مری آنکھوں میں کوہِ طور کا
کیا عجب پنا تین لاغر ہو طعمہ مور کا
نالہ نا قوس ہو گا مجھ کو نالہ صور کا
مور کھینچے سانس سے لاشہ تر رنجور کا

عمر بھر کرتا رہا ہی کام جب مزدور کا
جب خیالی یا صنم تیرے رخ پر نور کا
ہے یہ نقشہ آتشِ غم سے دلِ محذور کا
بسترِ غم پر یہ نقشہ ترے رنجور کا
عارضِ گردن پہ اک خالِ سیہ بچا ماہ
اوس پری کا ہو رہا ہوں کس قدر محج یاد
فکرِ بنیادی ہے لازم طالبِ دیدار کو
عشق ہی مجھ کو خطِ لبہا کی شکر بار سے
بعد مردن بھی رہیگا اے صنم تیرا خیال
زار و لاغر جب ہو ایسا کیا عجب نگر بعد

آفتابِ حشر ہو جائیگا تارا دور کا
 کون سرد رویش کا ہو کون ہے فغفور کا
 یہ تو خوشہ ہے کیسے باغ کے انگور کا
 ساقیا ہوں مست تیری زگرےں مخمور کا
 عبرتِ اہلِ وفا ہے عشقِ جمیع دور کا
 فصلِ انسان کا صرکھا فعل ہی مجبور کا
 آئی ہیں وہ دیکھنے ہنسا چرخِ گور کا
 قولِ لایعنی سے شہرہ ہو گیا منصور کا
 کر کہ نکی شاخ سے دستہ بنا سا طور کا
 کام لیتے ہیں ہر ریکلک سے ہم صور کا
 جنگِ شاہین ہی کرے زہرہ نہیں عصفور کا
 حکم رکھتا ہے دلِ دشمن زمینِ شور کا
 دم میں کر دوں سینہ دشمن کو گھرنور کا

اپنے داغِ دل سے محشر میں کرینگے سب گزرنے
 ٹھوکرین کھاؤ ہیں ابو نعین کوئی کیونکر کو
 عقدِ پر دین پر نہوای آسمان تو مجناز
 کیا تمنا ساغر سے کی ہو مجھ سے شرار کو
 کو کہنِ محروم ہو خسر و کو ہو عشرتِ نصیب
 کس طرح مانوں کہ انسانِ فعل میں مختار کا
 غم نہیں لایا ہے اونکو پھر گریہ وقتِ شام
 کس قدر اہلِ جہان کو یادہ گوی ہو پسند
 مرے کبھی موذی ہوا کرتا ہو ایذا کا سبب
 کیوں نہ ہو جابجا بزمِ سخن میں شورِ حشر
 ہے سے لای مدعی کیا تاب پیکارِ سخن
 خاک و گواہی ہمدوا دسینِ محبت کا شجر
 نالہ تیہم اگر لاؤں زبان پر ہجرین



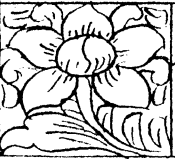
برقی سخن باریک جلوہ ہر اک چہر میں ہے

ای اثر ہر گز نہ کرنا قصد کوہِ طور کا



ہے غنیمت ساقیا عالم شبِ مہتاب کا
اسطرح ہے جیسے ہونا آگ پر سیلاب کا
سوج میں ہو جا عالم ماہی بڑا آب کا
ہر ستارہ میں ہے نقشہ دیدہ بیخواب کا
چشم گریبان میں ہے عالم معدنِ سیلاب کا
بولنا دریا کنارے رات کو مہراب کا

چاندنی میں دور ہو جا مہتاب کا
آتشِ فرقت میں جلنا اس دلِ بیتاب کا
گرتی بالو کی مچھلی کا پڑے دریا میں عکس
کسو آے نیند میرے نالہ شبگیر سے
جو شش غم میں چلا آتی ہن بیتابانہ اشک
یاد دلواتا ہے مجھ کو نالہ شبگیر ہجر



سرکشوئی عاجزی ویسی ہے جیسے ای اثر



پانوپر دیوار کے سر مارنا سیلاب کا

زبانیں صاف عالم ہوزبانِ شمعِ محفل کا
جو اپنی دل کا پردہ بن گیا ہے پردہِ محفل کا
نکیو نکو ظایرِ دل میں ہو عالم مرغِ بسمل کا
دیکھا ہے ظایرِ مضمون تڑپنا مرغِ بسمل کا
اڑاؤ کو لب شیرین میں ہے زہرِ لہلہا کا
جنون انگیزانِ درونِ اصحاؤ حشرِ دل کا
تاشاتیری محفل میں ہو قاتلِ قصص کا

کہوں کہ زخمِ جانان میں فسانہ سوزشِ دل کا
تصور ہر گھڑی رہتا ہے کس لیلِ شمال کا
نشانہ ہو گیا ہے نادکِ مژگانِ قاتل کا
لکھوں گردِ صفِ تیغِ ابروِ خو خورِ قاتل کا
فریبِ دلِ شہ کھائیرینِ بازی ہا قاتل کا
حکمر دشتِ غفلت سے تماشادیکھا مجھ کو
چھڑی تھوڑی اپنی پھیرد غیر دنگی گردن کا

اوتھانا اکر دم کا مجھکو طے کرنا ہی منزل کا
یہی قاصد نشان ہے کو یہ خوئرز قاتل کا
ہر اک ذرہ ہر رشک طور موئی ادنیٰ کا

کہاں بضعقت طاقت کہ جاؤں کو جو جانا
زمین بھی منجسمل کیطرح ہر دم تڑپتی ہے
عجبت اپنی تجلی پر ہی نازان دادی میں



اثر صورتِ رمای کی نہیں نشمن کو چھند ہے
مگر مشکلکشا عقدہ کرین حل میری مشکل کا



دست شانہ اوس سجا پنچہ مریم ہوا
جام و اپنی نظرمین دیدہ پر نم ہوا
سیکرہ کرور و سجدہ میں کعبہ خم ہوا
ایک عالم کو گمان تیرا عظم ہوا
جام و جسکو دیا پیرِ مغان نے جم ہوا
جب لگایا جام و مٹنے سے خیالِ جم ہوا
طوق گردن اسی پر پیر و حلقہ خاتم ہوا
داغ سوزانِ دلمین رشک تیرا عظم ہوا



فقتہ ز اوس ہی جو تیرا کیسوئے پر خم ہوا
کس قدر ساقی تری فرقت ہو دل کو غم ہوا
زابد ابر و نگون حسر چشم ساقی پر خم ہوا
شب جو وہ خورشید رو آیا نظر بالاسی باہم
تو بھی ہو جاو اعظا جا کر گدا و سیکرہ
عین سستی میں بھی واعظ دل مرا غافل بن
کر دیا ہی کس قدر لاغر جنون فی جسم کو
رو و آتشناک کسکے ہوا سودا عشق



غم نہ کھا مگر عدو سے گرتھے پہنچے گزند
بتلای کیہ شیطان سے اثر آدم ہوا



<p>دامنِ دشت کو میں اپنا گریبان سمجھا داغِ ہاوی تین سوزان کو چراغان سمجھا ہے بجا گورسیہ کو جو شہستان سمجھا گبرنے گبر مسلمان نے مسلمان سمجھا دل ہراک زہ کو خورشید درخشان سمجھا ہنے رضوان کو دریا رکا دربان سمجھا دشت کو بھی مراد لگو شہ زندان سمجھا دست قاتل کو جو دیکھا تو نکدان سمجھا اپنی ہستی کو عدم کا سرد سامان سمجھا</p>	<p>جوشِ وحشت میں ہر اک کام کو آسان سمجھا شکلِ تکلیف کو بھی عیش کا سامان سمجھا مرگِ زکشمکشِ رنج سے راحت بخشی مجھے دیکھا جو کبھی دیر کبھی مسجد میں جزو کلِ دیدہ وحدت میں ہو جب یکسان بعد مر دن بھی رہا کو پڑھ جانان کا خیال وسعتِ شوق جہانگردی وحشت مت پوچھو دل مجروح ہے کس درجہ حریریں آزار بہ حقیقت نظر آئی جو بقائے موہوم</p>
--	--

	<p>کفر خون کو لکھے اوصاف یہاں تک اثر جنسے دیکھا مری دیوان کو گلستان سمجھا</p>	
--	--	--

<p>کیا دردِ لاعلاج ہے آزارِ عشق کا کب قابلِ سزا ہے گنہگارِ عشق کا روحانیوں سے جب اٹھا بارِ عشق کا چھوٹا جہان کو غم سے گرفتارِ عشق کا</p>	<p>چنگا نہو سچ سے بیمارِ عشق کا سُن لو تو یہ جرمِ خدا کو بھی پسند ہم خاکِ یون کے سر پہ بارِ گران گرا دل دیکھے قیدِ رنج سے آزاد ہو گیا</p>
---	--

دم سی ہاری گرم تھا بازار عشق کا
 ای دل ہوا ہے جب سے طلبگار عشق کا
 لب ہی سے کچھ ضرور ہے اظہار عشق کا
 ای دل نام لیجو ز نہار عشق کا
 ہر دل نہیں بنا ہی سزاوار عشق کا
 خون آرزو کا کرتا رخاار عشق کا
 مذہب میں اپنے کفر ہے انکار عشق کا

ٹھنڈی ٹپے ہیں جتنے خریدار حسن تھے
 تو ہی بتا کہ کچھ تھے راحت نصیب سے
 آنکھیں بان ہیں حالِ دلِ زار کے لئے
 دونوں جہان کر بخ و الم کا ہی نام عشق
 ہر سر نہیں جو بارِ محبت اوتھا سکے
 ہر دم ہمارے دل سے ہی گلِ رخو نکلو چھیر
 زاہد رضا و عشق کا مفہوم ایک ہے



آنکھوں سے خون جو آتا ہے آنسو کیسا سا
 کاری لگا ہے دل پہ اثر و ار عشق کا

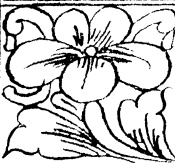


ای چہ حسن کتآن پردہ محل ہوتا
 لطفِ جنت مجھے دنیا ہی میں حاصل ہوتا
 ہوں فرشتہ کہ اسپر سے پہل ہوتا
 حشر میں محضِ خونِ دامنِ قاتل ہوتا
 دامنِ دشتِ جنونِ دامنِ ساحل ہوتا
 آبِ حیوان بھی مجھے زہرِ ہلاہل ہوتا

شوقِ لیلیٰ دلِ مجنونین جو کامل ہوتا
 زاہدِ پاس جو وہ حورِ شمائل ہوتا
 کیوں کسی زہرہ شمائل پہین مال ہوتا
 ہم خنجر جو طپان میں دم بسمل ہوتا
 جوشِ وحشت میں جو میں گریہ پہیل ہوتا
 مرینوالا تھا میں ای حشرِ غمِ جانان میں

مُنہ میں ناصح کی اگر جای زبان ل ہوتا
 ہوں وہ بیمار کہ جینا مجھے مشکل ہوتا
 ہم ضد اٹکتے پہونچتے جو تو عادل ہوتا
 رنگ بربادی گل خون عنادل ہوتا
 ماہ کامل سیر رخسار فلک تل ہوتا
 ورنہ کوئی نہیں اُتد کا قایل ہوتا
 مُنہ کی کھاتا جو ترے مُنہ کا مقابل ہوتا
 ہوتا زندان میں تو پابند سلاسل ہوتا
 کچھ نہ کچھ ذکر عدو نامہ میں شامل ہوتا

لذتِ عشق سے انکار نہ رکھتا نادان
 مردہ مرگ اگر یاسِ مذہبی مجھکو
 تیری بیدار سوا بے کوئی نقصان نہوا
 ذبحِ صیاد نکرتا تو خزان کے آئے
 شکلِ میری شبِ فرقت کی جو دیکھی ہوئی
 خیر گزری نہ ہوئی ہر وفا تم میں ہو
 تیری چہرے کی صفت اور کہانِ آئینہ
 دشت کی سیر تجھے قیسِ مسر آئی ہے
 وہ اگر لکھتے بھی مضمونِ عنایت کوئی



مر گیا تیری ہوا میں جو اثرِ خوب ہوا
 آخر اک روز تو اے گلِ وہ تہ گل ہوتا



کارِ گرِ غیر کا ستم نہوا
 ہم پہ کد م ترا ستم نہوا
 غم یہی ہے کہ تجھکو غم نہوا
 شیخِ دیوانہ صتم نہوا

غم اوٹھانے سے عشق کم نہوا
 غیر کب موردِ کرم نہوا
 اپنے مرنے کا غم نہیں مجھکو
 سنگدل کو نہیں ہر عشق کام



جامِ جم ہے اثرِ ترا دیوان

پھر نہ کہتا کہ جامِ جم نہوا

مگر انسان کا رتبہ نہ پایا

جو یوں پایا تو کیسا پایا نہ پایا

جسے پایا ترا دیوانہ پایا

کہ زخمِ دل کو بھی ہنستا نہ پایا

زبان تک آنیکا رستا نہ پایا

ملائی پر ترا نقشہ نہ پایا

کہ جس فیضان کیا اپنا نہ پایا

ترا کوئی نشان پایا نہ پایا

وہ تھے جیسے اُنھیں ویسا نہ پایا

دہن پایا مگر گویا نہ پایا

مزاہم نے ترے پنے کا نہ پایا

بتوں میں ایک کو سچا نہ پایا

عدو نے بھی قرارِ اصلا نہ پایا

فرشتوں کو شرف کیا کیا نہ پایا

اونھیں پایا مگر تنہا نہ پایا

جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا

وہ زخمی خنجرِ غم کا ہونِ قاتل

ہجومِ غم سے اپنی آہِ دل نے

تری تصویر سے یوسف کی تصویر

نہیں ایسا کوئی دارِ عمل میں

کیا کن پانوں اے عہدِ جوانی

جب آئے لو تکر دشمن کے گھر سے

ہزار افسوس اے غنچہ کہ تو نے

خیالِ دامنِ قاتل نے رُو کا

نہ کچھ پوچھو خدایٰ کو بہن جھوٹے

میری بیباکیاں سنکر شبِ وصل

محبت کر کے سمنے کیا نہ پایا
 مہ کامل کو بھی پورا نہ پایا
 جہان تھا آشیان تنکا نہ پایا
 نہ پایا تو سراخ اپنا نہ پایا
 مرا خطا دسنے پایا یا نہ پایا
 یہ کیا کم ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا
 دمان یار کو عفت نہ پایا
 کہیں بھی بے ہزر سوانہ پایا
 بتوہمنے تمہیں اتنا نہ پایا
 جسے پایا اوسے اپنا نہ پایا
 کسی نے ایسا ہمسایہ نہ پایا
 مزا سوزِ محبت کا نہ پایا
 مسیحا نے دید بیضانا نہ پایا
 کہ جسکے جسم نے سایہ نہ پایا

ملے رنج و الم حرمان و حسرت
 کمالِ حسنِ عارض و مقابل
 رمائی پا کے۔ بلبیلِ ذچمن ہین
 اتہی کیا مری گم گشتگی ہے
 خدا کی واسطے قاصد یہ بتلا
 فلک سو کچھ نہ تھی ملنے کی امید
 غلط پروازیاں ہین شاعرِ دن کی
 بہت بازارِ عالم میں پھرے ہم
 خدا کہ مکر کا رین بیخودی میں
 جسے دیکھا اوسے دیکھا پرایا
 جگر کے واسطے جیسا کہ دل ہے
 جلی اے شمع لیکن تو فر کچھ بھی
 نہیں ملتی سبھی نعمتِ خدا کی
 رہے محشر میں سر پر او سکا ستا

بہت ہشیار سننے تھے اثر کو

مہر ہنسنے اور سے دیوانہ پایا پام

ایسا تو ستم اسے سب ہجران نہوا تھا
 دل معتقد کیسوئے جانان نہوا تھا
 زاہد کی طرح میں تو مسلمان نہوا تھا
 پہلے تو کبھی جان کا خواہاں نہوا تھا
 اس گھر میں ابھی تک کوئی جہان نہوا تھا
 ایسا تو کبھی لطفِ چراغان نہوا تھا
 یوں صرف نمکدان پہ نمکدان نہوا تھا
 یوں گھر کسی کبجنت کا دیران نہوا تھا
 گریہ و مریے نوح کا طوفان نہوا تھا
 جب مصر میں وارد مہ کنعان نہوا تھا
 فرما دے یہ کام نمایاں نہوا تھا
 او سوقت سلیمان بھی سلیمان نہوا تھا
 گویا کہ کبھی وصل کا پیمان نہوا تھا
 زاہد ابھی تر کو شہ داماں نہوا تھا

ہم خواب محدود ہے تابیان نہوا تھا
 ای عشق تو جب سلسلہ جینان نہوا تھا
 کیا روز جزا مانا گھٹا شہ سے جنت
 کہنے سے عدو کو وہ بنا دشمن جانی
 ابی عشق ہر شہ کے لئے وہ خانہ دلین
 دو رات مرے داغ جگر دیکھنے آئے
 ہے شور زمانہ میں مرے زخم جگر کا
 جیسا کہ ہوا خانہ دل عشق میں برباد
 او چرخ بڑی تری جان پہ گزری
 کیا داغِ محبت کی زلف لہا نہ خبر تھی
 سر توڑ کے دشمن کو تری گھر سے نکالا
 اس رشک پر ہی ہوں نزد دیوانہ نازل
 یوں آپ کیا کہتے ہیں سارے پلکار
 اشکو نہ پرے ہر دم محبت کہ ہوا جوش

جو اپنے گناہوں سے پشیمان نہوا تھا
وہ دشمنِ جان دشمنِ ایمان نہوا تھا
ترخون بن ابھی یار کا پیکان نہوا تھا
آباد غزوان سے زبان نہوا تھا

کیا عذرمے قتل میں لاتا وہ ستمگر
اللہ کے خیر بڑا وقت ہوا سے دل
کیون چارہ گرد کھینچ لیا جلد جگر سے
آوارہ وحشت تھا میں وسوقت کافر میں

تھا کافر بدکیش اثر۔ پوچھتے کیا ہو
کہنے کو مسلمان تھا مسلمان نہوا تھا

ہم پر وہ کسم پستے کسی پر نہوا تھا
ساغرین سے بادہ اظہر نہوا تھا
دنیا میں تو یارب کو می محشر نہوا تھا
قارون بد انجام نہوا تھا
زاہدی و مشوق کا نوگر نہوا تھا
اک صابم بھی جھکلو تو میسر نہوا تھا
صحراے طلب میں کوئی رہ نہوا تھا
گوہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہوا تھا
اک پر بھی قفس سی کبھی باہر نہوا تھا

دم بھر کا بھی آرام مقدر نہوا تھا
جب تک کرم ساقے کو نہوا تھا
کیا جانیں لکھا کرتے تھے کیا کاتبِ مال
جو حرص و بندے ہیں غنی ہونہیں سکتے
جنت و کرمے کیون نہوں تعذیب کے استبا
خنجا ز کئے کئے ہتھی قاضی محشر؟
جز خضر منادِ وحشی کو ہمارے
ناچیز کو افتاد بنانی ہے گرامی
کیون مجھ سے وفادار سے بظن ہوا صیبا

واعظ کا بیان کچھ ہمیں باور نہ ہوا تھا
دارا نہ ہوا تھا کہ سکندر نہ ہوا تھا

اے داویر محشر تری احسان کو صدقے
اے تاجور و تاجور عرصہ گیتی

کیوں شکوہ تکلیف اتر لائے زبان پر
آرام کی خاطر دل مضطرب نہ ہوا تھا

باب موصوفہ

بوا الہوس کہتے اد سے یا مگس جام شراب
ہونگے آخر یہی فریاد رس جام شراب
بزم میں بھرتا ہے چکر فرس جام شراب
فصل گل آئی ہوئی پھر ہوس جام شراب
ہے تنک ظرف بنیگا مگس جام شراب
درد ہو یا کہ ہو خاشاک خرس جام شراب
بانگ ن کیوں نہیں ہوتا جس جام شراب
زنا ہو کبھی بندِ قفس جام شراب
نہیں آتی جو صدای جرس جام شراب

دل میں زاہد کبھری ہی ہوس جام شراب
محتسب توڑ نہ یوں شیشہ دل نرونگا
تیزی دور کو ہمہ نیز ہے موج بادہ
ساقیا تو بے سے اب تو بے لگائیں کرنے
میکشو چاٹ نہ زاہد کو دلاؤ سے کی
ساقیا رند بلا نوش ہوں پی جاؤنگا
قافلہ رندو نکا جاتا ہے پڑسیر چمن
موج می دام ہی ڈر اُس سے تو ای طایر دل
محتسب باہرن قافلہ عیش ہوا

یار مویںے کو کہتا ہے پس پیش نکر
ای اشتر خوب نہیں پیش و پس جام شراب

کچھ تو فرمائی خطا صاحب
ہے ستم کی بھی انتہا صاحب
نہیں ہاتھوں میں یہ جنا صاحب
ہو گئے کیوں چراغ پا صاحب
جب کیسے ہوں مبتلا صاحب
آپ کی کیا اٹھا رکھا صاحب
ذکر کرتے ہیں غیر کا صاحب
ہمیں غیرت نہیں ہو کیا صاحب
کیوں بنایا ہمیں خدا صاحب
تم ہو مطلب کو آشنا صاحب
خیر ہم ہی بڑے بھلا صاحب

آپ کیوں ہم سے ہیں خفا صاحب
تاب لائے دل حزن کب تک
خون دل جم گیا ہے عاشق کا
سنتے ہی میرے نالہ دل سوز
سمجھیں تب آپ قدر عاشق کی
رنج کیا کیا نہیں اُدھائے ہیں
رو برد میرے کس غرض سے آپ
ہم نے کب غیر کی شکایت کی
ہم نہ ہوتے تو کیا برا ہوتا
غیر سے بھی نہیں غرض تملو
غیر اچھا ہزار بار اچھا

مرنے جاتا اشتر تو کیسا کرتا
غیر سا بیچارہ تھا صاحب

تاسے مشنات

سلامت رہا کون حضرت سلامت
 ولیکن رہے جگہ بن عزت سلامت
 آہی رہیں تاقیامت سلامت
 رہی ہم سے اونکی عداوت سلامت
 ہمارے خداوند نعمت سلامت
 رہی جب انسان کی صحت سلامت

عجبت ہر یہ شور سلامت سلامت
 نہیں کوئی پروا اگر جان جائے
 ہونے ہے زینت زمین زمان کو
 عدو کیلئے ہر گھڑی کی خلش ہے
 گئے جمہول بندوں کی سب خدمتوں کو
 زمانہ کی نعمت اگر ہے تو کیا ہے

نہیں کوئی پروا اثر بے زری کی
 ہے جب تک قناعت کی دولت سلامت

گھڑی کو دیکھا کئی بار بار ساری ات
 نہ پایا دل فرہماری ساری ات
 لیا قرار نہ پروانہ وار ساری ات
 اسطرح پر رہے اشکبار ساری ات
 جلا کیا یہ دل دعا عزار ساری ات

کیا دل کو رہا انتظار ساری ات
 تڑپ تڑپ کی تمنائیں کرو تین بد لین
 خیال شمع رخ یار میں جلے تا صبح
 ادھر تو شمع تھی گریاں ادھر تھو ہم گریاں
 پنوچھ سوز جدائی کو ہے ای ہمد م

کھسکتا رکھیا آنکھوں میں خار ساری رات
بندھا رہا میری رونیکا تار ساری رات

تصویر گلِ عارض میں نیند کب آئی
خیال زلفِ سید میں بہا کئے آنسو



نہ پوچھ ہم سے اشکرات کسطح کاٹی
عجب طرح کارہا انتشار ساری رات



تاقیامت ستر جانیکا نہیں سودا دوست
یا نصیب پیش دشمن ہو گئیں شب باد دوست
دل جو کہتے ہیں اہل دل ہی ہے جا دوست
خاک ہو کر بھی ہمیں ہنسا ہیریا دوست
ابنو حال دل سو واقف ہو دلِ انا دوست
پھر گیا اپنی نظر میں قامتِ بالائی دوست
شش جہت میں ہے عیاں حسنِ آرا دوست
تھکے آتی ہے مہا بوی روانِ افرا دوست
برگ گل سے بھی سوا خوشترنگ پر لبا دوست
جب میر محفلِ عدو کو شوق سے بھلا دوست
ہم گدا کسطح ہو تو قابلِ پروا دوست

ہو ازل ہی سو دلِ حشر زدہ سید دوست
یا تھی ہم راحت گزینِ بسترِ سیا دوست
عرشِ اعظم کیا ہے پیشِ رتبہ والا دوست
غم نہیں گزشتہ دشمن کری تو اوی فلک
آشنا لبِ کرون کیوں راز غمہاں نہاں
تو جو دعا عطا خوبی طوبی بیان کرنے لگا
جس طرف ہے نگاہِ شوقِ نظارہ کرے
بار پاپا آج کیا تو نے حریمِ یار میں
بلبلِ دلِ فرطِ حسرت سے کیوں نالانِ راز
خانہ سینہ میں دل کیوں کر نہ غم سے بیٹھ جا
بزمِ شامانہ میں اپنا بار پانا تھا محال

نور کو سا پنجر میں کیا ڈھالگو اعضا کو دو
 مرگن شمن پر وہ فرما یزبان سے ماے دو
 سر کٹا دوں شوق سے پاؤں اگر ایما دو
 ہمہ دشمن جو دفن پر گزر فرما دو دست
 پردہ دل میں نہاں ہے چہرہ زیبای دو
 پر تو افکن بوجہ جمال چہرہ زیبای دو
 ہے تما شاگاہ حیرت چہرہ زیبای دو

یہ صفائی آدمی کے جسم میں تھی نہیں
 شاد کیا ہوں رشک سے پراچم جانکی
 عاشق سرباز کو ہونی تہاں پر دای جان
 روح پر اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا عذاب
 دیدہ باطن سے گھر بیٹھے تماشا کیجئے
 انسان ہے آئینہ جس میں شکل آفتاب
 چشم نظاہر ہوئی ہر روکش صد آئینہ

دار کا طالب نہ ہونا اور روز جزا
 کچھ تو لازم ہے خیال عزت فردا کو دو

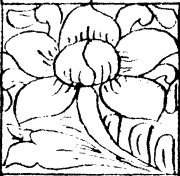
ثالث

یہ جفا میں ہیں اور جناب عبت
 اپنے دل کو کیا کباب عبت
 دل کو رہتا ہے انتظار عبت
 مجھے کرتے ہیں حجاب عبت

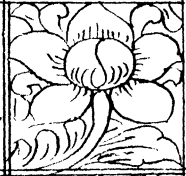
مجھ پر ہے آپکا عتاب عبت
 آتش رویا پر ہم نے
 فائدہ کیا ہے بیقراری سے
 عشق بیگانگی کا دشمن ہے

آنکھیں کرتی ہیں میل خوابِ عبث
 دیدے رکھتے ہیں ہم پر آبِ عبث
 اب تو کھاتا ہے سچ و تابِ عبث
 روز جاتے ہیں شیخ و شابِ عبث
 ہم نے ضایع کیا شبابِ عبث
 آج ہے اونکو اجتنابِ عبث
 سر پہ لیتا ہے تو عذابِ عبث
 لوگ کرتے ہیں انتخابِ عبث

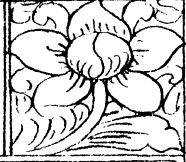
نہیں آئیگی نیند ہجر کی شب
 اپنے رونے پہ پار ہنستا ہے
 پھنکے گیسو میں اے دلِ نادان
 کیا عدم میں کوئی تماشا ہے
 سمجھے پیری میں یہ کہ صد افسوس
 زاہدوں کو پڑے گانے سے کام
 غیبتِ موحشان سے اے واعظ
 منتخب ہیں ہمارے سب اشعار



ار دگر داو کے گھر کے آپ اثر
 پھرتے ہیں خستہ و خرابِ عبث



حیثم عربی

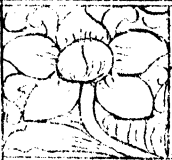


آنسو نکل رہے ہیں بنگِ شہر آج
 ہو آبِ آبِ شرم سے ابر بہا آج
 پہنچے گا آسمان کو میرا غبار آج

کس شعلہ رو کو عشق میں جوں اسگبار آج
 اوس گل کی ہجر میں جو ہوں خوننا پل آج
 مدفن کی سمت آتا ہی وہ شہسوار آج

آلودہ خون سو ہے مژدہ اشکبار آج
 اونکو ہے دان عدد و کلمہ انتظار آج
 جو بن دکھارنا ہے دل و اعذار آج
 ہے کیا نسیم شانہ کنش زلف یار آج
 ہے روز سیکشی نہیں روز شمار آج
 لیجا اڑا کیساتھ یہ مشتِ غبار آج
 گلشن میں گل خندان ہر اکو بہار آج
 افلاس میں نہیں ہو کوی دوستار آج
 ہے التہاب میں نفسِ شعلہ بار آج
 وہ بت نہو ہمارے لئے شرمسار آج
 ساقی فلک سے ساغر مہ کو اوتار آج
 خندان بربنگ گل ہی چراغ مزار آج

تیرنگاہ کسنے کئے دل کو پار آج
 آنکھوں میں اشک آ رہی یان بار بار آج
 رقصان ہو بزمِ شوق میں طاؤس آج
 آتی ہو بویِ مشک جھہر دم و داغ میں
 ساتی علی الحساب چلے ساغر شراب
 پہ ہر پختا دی میری خاکِ صبا کو یار تک
 رنگِ جہان کو ایک طرح نہیں قرار
 دولت کیر ماتھ لیکنے تشریف آشنا
 کی ہو جو تیز آتشِ حسرت کو شوقِ نری
 خشرینِ ہم خدا سے کرینگے یہ النجا
 وہ آفتابِ شام سو ہے بایلِ سزا
 شاید وہ آکر چھو لوں گی چادر چڑھائیگی



کیا تمکو انتظار کیا ہے اسے اثر
 در کی طرف جو دیکھتے ہو بار بار آج



میکشو ہرگز نہو منت کشی بہانہ آج

چشمِ ساتی کر رہی ہو گردنِ ستانہ آج

پای تو بہ کر رہا ہے لغزشِ مستانِ آج
 او کو مسکن کو لگو ہے گوشہٴ فریادِ آج
 اپنی کانوں سے اور نھیں کا سنتے ہیں افسانہٴ آج
 توڑتا ہی دوہری زنجیریں تڑا دوانہٴ آج
 داخلِ کعبہٴ تھوکل میں ساکنِ تجمانہٴ آج
 کل وہی جو آشنا تھو ہو گویا بیگانہٴ آج
 شمع کی پروا نہیں رکھتا کوئی پروانہٴ آج

ہر شب مہتاب میں ساقی مہوش جلوہ گر
 قصرِ ایوانِ جنکے دم سے کل تلکِ آباد تھو
 مینے دیکھا تھا جنھیں افسانہٴ سنتے وقتِ خواب
 ای پری زلفِ مسلسل میں مسلسل کراؤ سے
 عشق کو بند ہی نہیں رکھتے کسی نہ ہے کام
 جب زمانہٴ پھر گیا اجباب دنیا پھر گئے
 تو جو ہی رونقِ فروز بزمِ ایو رشکِ قمر



ایک مدت پر اتر رہے تھے ہوا ہی مہربان
 جا کر مسجد میں ادا کر سجدہٴ شکرانہٴ آج



حاصلی



اب وہ ان ہم ہیں نقشِ پاکِ طرَح
 غیر ہے نالہ رسا کی طرَح
 نہ کہ جو روفا نسا کی طرَح
 جسم میں جان ہی ہوا کی طرَح

جس گلی میں گئے صبا کی طرَح
 کیوں نہ پہنچی وہاں صدا کی طرَح
 چاہتے ہو جفا جفا کی طرَح
 زندگی ہے جباب کی صورت

ہے وفا بھی تری جفا کی طرح
 ہم جو پیتے ہیں سے دوا کی طرح
 دل کے پیچھے پڑی بلا کی طرح
 کرم صبر آزما کی طرح
 دل میں رہتے ہو مدعا کی طرح
 ہے بقا بھی مری فنا کی طرح
 ہے یہ بے آب کر بلا کی طرح
 ناخدا اپنا ہے خدا کی طرح
 تھا عدو بھی وہاں قضا کی طرح
 ابتدا بھی ہے انتہا کی طرح
 ہے زالی تری ادا کی طرح
 ہے تری چشم سرمد سا کی طرح
 دلِ نالان رہا دریا کی طرح
 ہے تمہاری ادا قضا کی طرح
 چھپکے رہتے ہیں ہم حیا کی طرح

غیر لایا ہے وصل کا پیغام
 اس میں بھی کچھ صزر ہے اسی واعظ
 زلف اُس آفتِ زمانہ کی
 اوسنے وعدہ دئے کیا نکالی ہی
 جبکہ تم دل کو مدعا ٹھہرے
 زندہ درگور ہو رہا ہوں میں
 وادعی تشنگانِ عشق نہ پوچھو
 کشتی فقر کے سوار ہیں ہم
 تیری محفل میں کیوں نہ مرجاتے
 دو دنوں جانب وجود کو ہو عدم
 یوں تو دیکھے بہت ادا والو
 کیوں نہ زگس پہ میری آنکھ پڑے
 عمر بھر کاروانِ عمر کے ساتھ
 تم پہ عشاق کیوں نہ مرجائیں
 پیش اختیار تیری آنکھو میں

خاک اپنی ہے کیمیا کی طرح
 کون ہے تیرے متبلا کی طرح
 بے اثر ہے مری دعا کی طرح
 ماہ ہے کا سہ گدا کی طرح
 کبر سے ہو گے کبر یا کی طرح
 ہے بفا بھی مجھے وفا کی طرح
 کیا غضب ہو تری قبا کی طرح
 نظر آتا ہے آشنا کی طرح
 بندگی بھی ہے کیمیا کی طرح

کشتہ عشق بو تراب ہوں میں
 رنج کش غمزدہ ستم دیدہ
 تیرے بیمار غم کے حق میں دوا
 آسمان تیری در کا سایل ہے
 اے تو کبر کرتے ہو بیکار
 بیدلی ہے فراغ غم کا سبب
 کسوٹ گل کو چاک کرتی ہے
 غیر بھی چشم اہل وحدت میں
 خاک ساری ہے نسخہ اکسیر

کوئی دیکھے کہ رند کیسے ہیں

ہیں اثر یوں تو پارسا کی طرح

اٹکا ہے تجھے کیا دلِ نادان بُری طرح
 دل لینے کی نکالی ہو تہنئے نئی طرح
 دل کی کہانی او سکوستنائی کئی طرح
 لیتا نہیں قرار ذرا بھی کسی طرح

چھٹتا نہیں چھوڑا کسی ظالم کسی طرح
 پہلو میں آکر بیٹھے ہو دوست کی طرح
 سمجھتا میرے درد کو ظالم کسی طرح
 سینہ میں دل ہو قطرہ سیماب کی طرح

بلبل ہوئی اسیر خرابی سبھی طرح
 آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح
 روڑ ہے جو دیدہ گریبان اسید طرح
 پہونچا یہ مشت خاک مان تک کی طرح
 تو بھی ہی بیقرار ستگر مری طرح
 تھا جیسا پہلے دشمن جان ہے اوسید طرح
 تم ہم سے پیش آئی نہایت بُری طرح
 ای ابرو کے دیکھ لے دم بھر مری طرح
 سو من کی ہوتی ہے جو کالی ہوئی طرح
 دعویٰ ہمسری نہیں مجھ کو کسی طرح
 لکھے دو چار شعر ملی جب کبھی طرح
 اوقات کاٹا ہوں بھلی یا بُری طرح
 عادت نہیں کہ چھڑکنا لون کوئی طرح
 شاید نہ صلح گل کوئی ہو گا مری طرح
 کافر ہوں امین ہو جو تجھے شک کی طرح

چھوٹا چمن قفس میں پڑی آشیان صبا
 وہ گل کہاں چھپا ہے کہ جسکی تلاش میں
 اہل فرنگ نوح کی کشتی بناینگے
 حسرت بہت ہے کوچہ دلدار کی نسیم
 جب سے لیا ہے تو نے دل مضطرب مرا
 کیا پوچھتے ہو سال مری دل کا دوستو
 ایسا بھی کوئی کرتا ہے اہل وفا کیساتھ
 معلوم ہو تجھ کو کہ دل خون شدہ ہے کیا
 شاعر کو پیش آئی ہیں کیا کیا نہ دقتیں
 دوستا کی نخل پر غزال کیا کوئی لکھو
 شاعر نہیں کہ زور طبیعت دکھاؤ نہیں
 دنیا سے دور گوشہ عزلت میں بھیکر
 دشمن نہ ذوق کا ہوں شام کا دور سون
 جھگڑوں ہے شاعر و نگو میزبان الگ
 غالب کو ماننا ہوں کہ دوستاؤں سے تھا

لیکن اثر جو دیدہ حق بین سے دیکھتے
کوئی غزل سرا نہوا تیر کی طرح

خاکِ مجھ

ہمارے خونِ کعبتِ پاسی ہو بیابانِ سرخ
برنگِ گلِ بہنِ مریٰ جیبِ سرخِ دامانِ سرخ
برنگِ پنچہِ مرجانِ بہنِ مریٰ ترگانِ سرخ
ہر ایک نخل ہو مثلِ نخلِ مرجانِ سرخ
برنگِ پنچہِ مرجانِ بہنِ دستِ سلطانِ سرخ
لباسِ سرخِ ترا یا رہی دو چندانِ سرخ

اگر ہر لالہ و گل سے جنونِ گلستانِ سرخ
بہار آئی ہو چشمِ خونِ نفاں کو جوش
خیالِ عارضیٰ رنگینِ مینِ چشمِ بہنِ خونبار
وہ سرخِ پوشِ پُرسیرِ بوستانِ جو گیا
خاکِ کارنگِ حجِ کس طرحِ رسائیِ پاسے
اثر ترے تین رنگینِ کا جلوہ افگن ہے

تو اپنے دیدہ ترے اثر بہابِ خوں
بہارِ لالہ و گل سے ہو اکستانِ سرخ

دالِ مہملہ

سو کس آرزو اور منت کے بعد

مے گھر وہ آئے ہیں ہمت کے بعد

مصیبت میں اے دل نہ گھبرائیو جدائی ہے کیا ہی عذاب الیم راشع کے گرد دم بھر پتنگ خلش کچھ نہ کچھ اونکے دل میں رہی وہ کیا دوست بنی عداوت کی بعد ذرا صبر لازم تھا اے کوہن :- عبت جان دی اتنی محنت کی بعد ترا عاشق زار آخر سوا مگر بیوقوف کس اذیت کے بعد نہو وصل کے بعد فرقت نصیب خدا دے صعوبت نہ راحت کی بعد ہوئے ہوش میں اونکی رخصت کی بعد نہیں ہم کو معلوم کب وہ گئے
--

وہ غیر و سنے آخر کنارہ ہوئے
مگر اے اثر کس قیامت کے بعد

نہیں معلوم کیا ہوا قاصد روز در کار ہے نیا قاصد بھی چون ایسے کر پاس کیا قاصد مگر جب انم مر حبا قاصد پڑھے تھکے سنا دیا قاصد	ماے اب تک نہیں پھر قاصد شوق کی تازگی نہ کچھ پوچھو جو نہ خط کا کبھی جواب لکھے کقدر جلد لایا خط کا جواب ہمنے جو کچھ اوسے لکھا قاصد
---	--

دوہر آزر دگی بتائیں کیسا بے سبب وہ ہوا خفا قاصد

ای اثر ہم بھی اوسکے ساتھ چلے اپنا خط لیکے جب چلا قاصد

تو نے جب میرا خط دیا قاصد بے پڑھے پزری پزے کر ڈالا
 گر چہاڑھے رگیا خاموش گر کہا کچھ تو غیر کیا بولے
 یہ جو بولے تو پھر وہ کچھ بولا گر نہیں چپ رہا تو پھر تو نے
 آخر ام کیسا مجھے کہہ کر پڑا اسی اثر بات بھی ہو کہنر کی
 لیکے خط اوسنے کیا کیا قاصد یا ستم گارنے پڑھا قاصد
 یا مرے حق میں کچھ کہا قاصد غیر بولے تو بولے کیا قاصد
 یا اونہیں سنکے چپے ما قاصد اوسکو کیا بولتے سنا قاصد
 اوسنے رخصت تھے کیا قاصد تو کرے اپنے منہ کو واقاصد

ہن یہ سب پوچھ مات لایینی کیا کہے دان کا ماجرا قاصد

رام مہملہ

کھلی نہیں زبان دہن یار دیکھ کر	چپ ہو گیا ہوں عالم اسرار دیکھ کر
موسیٰ نہ لائے تاب رخ یار دیکھ کر	نازان ہوں اپنی طاقت دیدار دیکھ کر
سیری نہیں نصیب ہمیں تیری دید	پھر تجھ کو دیکھ لیتی ہیں ہر بار دیکھ کر
ہمراہ شیخ خوب ہی کعبہ چلے تھے ہم	رستے میں رہ گئے درخسار دیکھ کر
کیا کیا ہوا نہ گرم نگہبانِ قصر یار	ٹھہرے ذرا جو سایہ دیوار دیکھ کر
جنون نے ہم سے دشت میں دامِ شایا	تن کو ہمارے خار سے بھی زار دیکھ کر
کہتا ہے کوئی گبر - مسلمان کوئی ہمیں	گردن میں ساتھ سب کے زنار دیکھ کر
کیا آئے مار و خوف کو اٹھتا نہیں قدم	لرزان ہو حشر یار کی رفتار دیکھ کر
لیتے ہیں اپنی باتھ میں جب زلفِ یار ہم	کیا پیچ و تاب کھاتی ہیں انھیار دیکھ کر
کیا کیا مجھے سنا تو ہیں ہلن ترائیان	مثل کلیم طالب دیدار دیکھ کر
جوش جنون نے راہ کو ہموار کر دیا	وحشت تھی دل کو وادی پرخار دیکھ کر

پھر دل کو ذوق لذت ایذا ہوا اگر
 اوس دشکن کو درپے آزار دیکھ کر

شبِ فرقت بسر کریں کیونکر
 ادنیٰ تیغِ ٹھہہ کا مارا ہوں

نہ کئے تو سحر کریں کیونکر
 میری جانب نظر کریں کیونکر

<p>اونکو اپنی خبر کریں کیونکر ہے تو اچھا مگر کریں کیونکر اوسپہ ظاہر نہ کریں کیونکر کام یہ نامہ بر کریں کیونکر آنکھیں گلشن میں تر کریں کیونکر</p>	<p>کچھ ہم اپنی خبر نہیں رکھتے عشق خوبان کا ترک و ناصح دل پہ کھینچی ہے یار کی تصویر تجھ کو بھیجیں جہان جاکا خوف کچھ گمان اور ہونہ بلبیل کو</p>
<p>گو ستمگر سہی پہ یار تو ہے اوسکا شکوہ اثر کریں کیونکر</p>	<p>کیا بتاؤں اثر کہاں ہو گھر بلبلو گل سے شوخیان کر لو</p>
<p>جہان رہتا نہیں مان ہو گھر آج کبجفت باغبان ہو گھر</p>	<p>کیا یہاں کر رہا ہے غربت میں چل و مان اے اثر جہان ہو گھر</p>
<p>یسی کوئی دن دادی مجنون میں گزر کر جاتا ہے کہاں آدمی دنیا سگر کر یہ عمر دروزہ کوئی صورت سے بر کر لٹہ زبان بند تو اسی مرغ سحر کر</p>	<p>شوریدگی قیاس کے عالم پہ نظر کر واقع نہ ہو کوئی کہ کیا ہوتا ہی مر کر نادان تجھے دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا دل ٹکڑے ہو اجاتا ہی پھٹتا ہی کلیجا</p>

تا دشت کو خون کف پاسو کرے گلزار
مجنون کو صبا آمد لیلے سو خبر کر

ہم بزمی اغیار اثر خوب نہیں ہے
ہوتی ہے بڑی صحبت نا جلس حذر کر

پھر مری دل کو ہوئی وحشت بیابان دیکھ کر
درسم درہم ہوئی یکسر مرے ہوش و خرد
دشتِ ہوا میں کشیدہ میر جسم زار سو
کشتہ چیم حسینان جانتی ہیں سب مجھے
ابری آیا تری گیسو شہ گونگا خیال
کچھ لپا عجاز سے فراتو ای رشکِ مسج
نقشِ پرداز ازل کو دست قدرت چو
وحشتِ دل کا سبب مگر اباب جہان
بیقراری سے نہیں پاتا کوئی پہلو قرار
صبر کر تو مصہب ہو نیکو ہی ہر دل عزیز
بتکہ ہو کر جو مسجد میں گزر کرتا ہو غین
بل بلانہ دیدہ خوننا پہ افشا کی بہار

تلو کھجلا زنگے خارِ مغیلاں دیکھ کر
ای پری پیکر تری زلف پریشان دیکھ کر
خاک کھاتو میں مجھے خارِ مغیلاں دیکھ کر
سبزہ تربت مراد قیف غزالان دیکھ کر
رودی روشن باد آیا ماہ تابان دیکھ کر
چپہن عیشی صورت بیمار جوان دیکھ کر
ایک عالم ہو ہے تصویر جانان دیکھ کر
منزلوں ہم بھاگتی ہیں شکل انسان دیکھ کر
گوہرِ غلطان ہوا ہوں تیرے دندان دیکھ کر
یوسف کنگان نہ گھبرا شکلِ زندان دیکھ کر
جانتا ہی گبر مجھ کو ہر مسلمان دیکھ کر
پانی پانی ہو گیا ابر بہاران دیکھ کر

کقدر ہوا پند دل کو لذت ایذا کا شوق
 ہر صنم کا منہ نکا کر تا ہوں شکلِ آئینہ
 جذبہ شوقِ شہادت کا اثر ہر گمراہ
 مایہ ہمدردی جان ہر درونِ اہل درد
 برقِ مہی ہو بڑھا دل کی طپش سراسیمہ
 کیوں نہیں ہو تو تم اپنی زلف سے پانچال
 شامِ فرقت میں نظر آتی ہیں تارِ چشمِ غول
 زخمِ حسرت دل پہ کھا کر بلبلینِ بیدم ہوئیں
 آرزو لا کھوں ہوں جس دل میں ان ہو بچوں
 کیوں ایسے سرد و ان ہو صیدِ امفتشِ پا
 دشت کو بھاگتے ہم مفتوحِ چشمِ یار ہو
 ہر روش پر کبکِ قمری ڈر کھو ہن پڑل
 کیا سما نیکی نظر میں باغِ رضوانکی بہا
 آفتابِ حشر کو کہہ دو کہ ہو ذہِ چند گرم
 ہونہ بدظن ہم سے ایسی صیاد جاتی ہے بہا

زخمو کو منہ کھل پر یو قاتل نمکدان دیکھ کر
 رہتے ہیں حیران مجھے گبر و مسلمان دیکھ کر
 سر جھکا جاتا ہے قاتل تیغِ بران دیکھ کر
 ہی بجائے ہو جو نالان دلو نالان دیکھ کر
 جوش پرستی ہیں آنکھیں زور باران دیکھ کر
 پوچھتے ہو مجھے کیا مجھ کو پریشان دیکھ کر
 آج دل بیتاب ہے وحشت کراساں دیکھ کر
 خاک میں گل مل گئے قاتل کا دامان دیکھ کر
 رو دو یا تقدیر تو مجھ کو پڑا مان دیکھ کر
 تیرا اندازِ روش کبکِ خرامان دیکھ کر
 اور بھی وحشت بڑھی چشمِ غزالان دیکھ کر
 پانوں رکھنا باغ میں سر و خرامان دیکھ کر
 ہم کہاں جا لیں الہی کو می جانان دیکھ کر
 جاؤ ہیں حشر میں ہم داغِ عزیزان دیکھ کر
 پھر قفس میں آئیے گلستانِ دیکھ کر

کیا حقیقت ہے عدوی دہ تو اک دباہ ہے دم دبا تو ہیں ہمیں شیر نستان دیکھ کر

تاب کیا لاتا کلام برق دکھی اسی اور تیرے
ہو گیا فی النار اسدا پنا دیوان دیکھ کر

ہے سرو کہان قامت جاناں کو نرا
کب گل ہو تری عارض خندان کو برابر
اک رات بھی آرام سوا سوا ماہ نگرزی
اسی حور لقا میری زیارت کے لئے آ
ہنس ہنس کے لگائی ہو جو اوشن خوش تلو
ہو عشق مجھے مصحف رخسار ستم سے
اسی آتش فرقت نفس سر جو کھینچون
در کار ہے شمشیر کرم قتل عدو کو
عشاق کو دل چشم سے رہی خستہ
قاتل مرے زخموں پہ پہاں تک ہونے لگے
کافر ہوں اگر ماتی ہو کچھ روح کو راحت
میت کٹی خنجر کی حاجت ہمیں دل کو

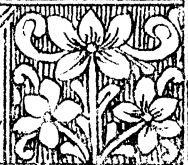
تیری بھی نہیں ہو دل نالان کو برابر
سنبل بھی نہیں زلف پریشانی کو برابر
سہتے رہو صدے شب ہجرانکے برابر
روضہ ہو مار و ضہ روضہ انکے برابر
ہرزخم بدن ہو گل خندان کے برابر
زاہد ہے مرا کفر بھی ایمان کے برابر
ہو موسم گرما بھی زستان کو برابر
سینفی کا عمل بھی ہمیں احسان کو برابر
کافرنے کئے خون مسلمانکے برابر
ہرزخم نمک سی ہونمک دانکے برابر
دنیا ہو مرے واسطے زندانکے برابر
لب یار کو ہیں چشمہ حیوانکے برابر

ای جان بہین سرتیرا ہی قرآن کو برابر
کیا روز جزا ہو شب ہجران کے برابر
گلشن میں سمجھ آپ کو مہمان کو برابر
جب تک کہ مسلمان نہ ہو مسلمان کو برابر
ہر ذرہ بنے مہر درخشان کے برابر
ہے گورسیہ مجھ کو شبستان کو برابر
زائد کی ہر طاعت مر و عصیان کو برابر

سردی کو حاضر بہین تری سر کی قسم ہم
فردا ہی قیامت سو ڈرون کس لہذا ہر
ای گل ہی تیری عزت و توقیر دور وزہ
کیا ایسے مسلمان کو مسلمان کو کوئی
یا راپنا اگر روزن دیوار سے جھانکے
آرام ملا بعد فنا فضل خدا سے
جب داہر محشر کو دکھانا ہو رحیمی



گر جان بھی جاسکی تو ایمان کی کہیں گے
ہوتی ہوا شرجان بھی ایمان کے برابر



چاندنی تھی عشق میں تا وقت سحر دیوار پر
لبک بھی دیتی ہیں جان اوس سر و خوش فضا پر
مُنہ کی کھا جو گری اس خنجر خونخوار پر
بام پر پہو پچا میں چڑھ کر سایہ دیوار پر
تار سنبل کا ہوا عالم نگہ کے تار پر
داغ خون کو کین ہیں دامن کہسار پر

پڑ گئی شب کیا نظر مہ کی رخ دلدار پر
تھی ہی عاشق نہیں ہی قامتِ دلدار پر
ہو دل نادان نہ مایل برومخسار پر
نا توانی کا ہوا احسان میر جو جسم زار پر
شب جو آنکھیں پڑ گئی زلف سیاہ پار پر
فضل گل میں یہ ہجوم لالہ ایو شیرین نہیں

بہ خاتمہ دی مجھے لا کر جو موسیقار پر
 طاق کعبہ کا ہے عالم ابروی خمدار پر
 اہل سفینہ صہاد کر تو ہیں مری اشعار پر
 سرسوی ہی بہر سایہ چڑھ گیا دیوار پر
 خندہ ہی آیا نظر ہر دم لب سو فار پر
 سامنہ خورشید کر لزلان شہنشاہ پر
 عاشق و معشوق سب مری ہیں مری یار پر
 بازہ کی حاجت نہیں قابل تری تلوار پر
 ابروی خمداریوں ہی چشم مست یار پر
 گل ہنسا کر تو ہیں تیرے نالہ ہزار پر
 سایہ چڑھ جاتا نہیں کبارگی دیوار پر
 ہے گمان برق میری آہ آتشبار پر
 آسمان عقدہ ثریا کھلک گوہر بار پر
 آنکھ کھولو اعتبار وعدہ دیدار پر
 ہیں گریبان چاک تیری لٹپٹی دستار پر

اوس فرنگن ادکو حال دل سوزان لکھون
 زاہد دیکھے سر جھکے ہیں بہر طاعت و صنم
 میں جو لکھتا ہوں غزل و صافحہ پامین
 تیرے کوچہ میں جو ٹھہرا استراحت کیلئے
 ظالموں کو شادمان رکھتا ہی خرچ ظلم و
 میری مژگان نہیں ہنک ہیں تیرے حضور
 تیس دلی کی نہیں لباس زمانہ میں تیرے
 چشم کی گردش جو شمشیر نگہ کو ہر فسان
 کعبہ سجدہ میں ہو جیسے روبروی سیکدہ
 بلبل شمشید اتوا بے عشق کی تاثیر دیکھ
 رفتہ رفتہ خاکسار و نکو ہو اگر تاہو اوج
 نخر میں ہستی عدا کو جلا دیتا ہوں میں
 قدر دان ہوتا تو کرا قدر دانی سنو اشار
 رات بھر رہتے ہیں عاشق چشم کو کب کی طرح
 دیکھ کر گل ہر سن کیا کیا جوان جا بہ تر

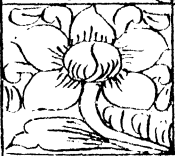
یہ غزل ہے

ایسی جنت دار پھینکیں خانہ خمار پر
 فوق ہی تیری گلی کو مسرکے بازار پر
 اعتماد اصلاً نہیں اس گنبدِ دوآر پر
 فوق ہو بھگونہ کیونکہ بلبل گلزار پر
 جان و دل قربان ہیں آں اجمِ مختار پر
 آسمان صد تو ہی ہو جسکے گنبد دستار پر

ہے رند و نوجوان ہو حضرت واعظ کا
 یان ہوا کرتا ہی سودا نقد جانکا ہر گھڑی
 گردشِ ایام سوا غافل و ڈرتے رہو
 ہوں نواسنج گلستانِ علی مرتضیٰ
 پاسِ نچوادر کیا ہو جو کردن او نہ نثار
 واسلجس ماہ رسالت کا ہی میری ہاتھ میں



آسرا ہم اور کوی ای اثر رکھتے نہیں
 صرف تکیہ ہے جنابِ حیدر کرار پر



اس منقوٹہ

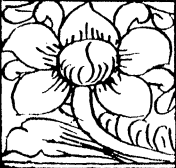


جسطح ہو ملک الموت کی پر کی آواز
 حسرت انگیز ہے اوراقِ شجر کی آواز
 آج آتی نہیں کیوں مرغِ سحر کی آواز
 صبحِ صبحیہ کہ ہو کوس سفر کی آواز
 پار پہلو سے اوٹھا سنے گجر کی آواز

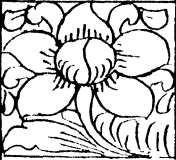
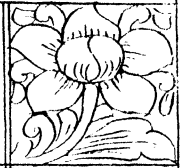
وصل کی شب میں ہو یون مرغِ سحر کی آواز
 فصل گل باؤ دلاتا ہے خزا نکاموسم
 شام ہی سو تھا شبِ وصل میں نالائقی
 ایو پیری میں ہیں اس طرح ہمارے نالے
 ہاتھ ٹوٹیں ترے گھر خیال بجا نیوالے

آتی ہو خلد سے کیوں اہل سقر کی آواز
کیا اُدھر کو نہیں جاتی ہے ادھر کی آواز
دادا جاب زدی طبل ظفر کی آواز

خانہ یارین کیا غیر ہین سرگرم کلام
کب تک تملو پکارا کرین یارانِ عدم
نوک دم بھاگے جو میدان سخن سے اعلیٰ



تھوڑی شب ہتی ہو تو گرم فغان تھا کوی
ہو نہو تھی وہ شرر بار اثر کی آواز



سین مہلہ



جوش پُرفیض بہاری ہو چمن ہیل س برس
کیا تری دلدین نہیں ہوتی رامی کی ہوس
ہون گرفتارِ قفس چلتا نہیں کچھ اپنا بسر
دست حسرت لُخت لُخت میز نم ہچو مگس
اشکِ غم از چشمِ تجارستی چون رود اس
گیر گلشن کے لئے اتنا نہ اسی نادان تر
چون بدامان گلِ مطلب نباشد دسترس
فائدہ فریاد سے کیا جب نہ ہو فریاد رس

جب سیم صبح کہتی ہو کہ اسی مرغِ قفس
کیا تمنا گیر گلشن کی تری جی میں نہیں
اوس تب دکر یہ کہتا ہوں کہ اسی بادِ صبا
دور از گلشن فتادہ در ہوا سے دید گل
ہر دم وہ لُخت گریہ سیکم در شوقِ او
جب قلعی بڑھتا ہو بجز دل کو یہ تباہ نہیں
پانہادان در رہ پر خارِ حسرتِ ابلہی است
بڑی سین جز تحمل اور کچھ چارہ نہیں

ہو اسیری میں اثر و در زبان بقول رند
دل گرفتہ ہوں مجھے یکسان ہو گلزار و قفس

گل کو فطرت نے جگہ دی ہے سرخار کو پاس
نقطہ خال ہے یا عارض دلدار کو پاس
عذر کوئی نہ رہا تیرے گنہگار کو پاس
سایہ دیکھنا کبھی یار کی دیوار کو پاس
پھول صیاد نہ رکھ مرغ گرفتار کے پاس
دیکھ لو سب بھی گردن میں ہزار کو پاس
زلف آئی ہے ہوا سی جو رخ یار کو پاس
کبھی زاہد کو قرین ہوں کبھی میخوار کو پاس
گرڑے صورت دیوار در یار کو پاس
ساتھ دشن میں کو ہوں آپ کہ دو چار کو پاس
سہ جھکاؤ جو کھڑا ہوں تری تلوار کو پاس
یا مجھے بھیج دے جلا و جفا کار کو پاس

یار کیونکر نہ ہے غیر دل آزار کے پاس
ہے زحل چہرہ ہبتاب کا پہلو دا بے
دیکھ کر ایل بیدار تھے اے ظالم
ہیں جو خورشید قیامت کو نمودار وزن
جان دی دیکھا پھر ک کر ہوس گلشن میں
ہم سے آزرہ تم ای شیخ و برہمن کون ہو
اوڑتی ناگن گلگان ہوتا ہی ڈرتا ہوں
مذہب عشق میں تخصیص نہیں صحبت کی
کس خرابی سے اگر پہنچے بھی گرتیڑپتے
جب مری پاس نہیں میری لہو ہو یکسان
حرکت میں ہر گ شوق شہادت میری
قتل میں دیر نہ کر کھینچ کر سے تلوار ۛ

چشم بیمار کیسی جو اثر یاد آئی ۛ

ہم اعادت کو گئے نرگس بیمار کو پاس

حسرت سولین ماتم ہم ای بار صد افسوس
 نکلی نہ تمنائے دل زار صد افسوس
 تو بھی نہ جیسا ہجر کا بیمار صد افسوس
 تم آئے تری دید کو بیکار صد افسوس
 نکلی نہ کمر سے تری تلوار صد افسوس
 تم کام وہی کرتے ہو ہر بار صد افسوس
 رہتا ہی مری در پے آزار صد افسوس
 ای یار بُری ہو تری رفقا صد افسوس

ہاتھو نہیں تری ہاتھ لیں ای غبار صد افسوس
 تو مجھ کو رہا برسرا نکار صد افسوس
 عیسیٰ بھی مدد ادا کے لئے آؤ فلک سے
 کیا ہوتا اگر غیر کو ہمراہ نہ لاتے
 کس شوق سے ہم سر کو جھکاؤ ہو قاتل
 جس سے کہ کہیں اہل جہان تکو ستمگر
 ای غبار کی خاطر وہ ستمگار ہمیشہ
 لگ جہاں نہ ٹھو کر کہیں دشمن کی لحد کو

کھڑکی سے ذرا دیکھ اتر م گیا شاید
 اک لاش پڑی ہو پس دیوار صد افسوس

شین مجربہ

تمہاری ناخوشی میں ہے خدا خوش
 بہت تو ز فقیر و نکو کیا خوش :-

نہیں کچھ غم تو تم ہو جو ناخوش
 خدا آباد رکھے ای شہ حسن

صداسکرہاری وہ ہوا خوش
 رہے وہ خوش جسے رکھو خا خوش
 وہ خوش کس سے کس سے وہ نا خوش
 خدا خوش مصطفیٰ خوش مرتضیٰ خوش
 کوئی ایسی عنایت پر ہو کیا خوش
 کیا تھے ہمیں بڑا تنہا خوش
 نہ ہو رنگ چمن پر اے صبا خوش
 ابھی رکھا دھنیں جگ میں ہا خوش

فقیری ہمیں آخر کام آیا :-
 تو کیا تم رکھو گے خوش کسی کو
 نہیں معلوم کچھ مرضی مولے
 مبارک ہو خوشی اوسکو کہ جس سے
 رقیب آیا ہے لیکر نامہ یار
 عدو کے سامنے کی پرستش حال
 کوئی دم کا ہے مہمان موسم گل
 مرے غمخوار ہیں لقمان حیدر



یہ دنیا سے اتر دارالمن ہے
 کوئی خوش یاب نہیں سب ہی ہیں نا خوش



صا د ہملہ



اپنی سینہ میں لگا دل کر فی بیٹا بانہ رقص
 ہاتھ میں لاد سکے نکر تا سبھ صد وانہ رقص
 شمع ای گلہ و کرگی صورت پر وانہ رقص

دیکھ کر اوس شوخ کا نخل میں معشوقانہ رقص
 گریبان مست کو زام نہ کر تادل میں یاد
 دست رنگین سے اگر تو نہ لیا گل زمزمین

صاحبِ عقلِ مخرد کو ہوش کو چکر میں لاکا مستی تو حید اپنی گرد کھائیں ہم تجھے تیری آمد کی خبر ساقی جو پہنچی بزم میں مستی حشمت جو او سکی جو شہ پر آئی تو اگر جاہ و گلستان کو کہ آئی بزم میں	ای فرنگن زادِ محفل میں ترا ستانہ قص وجد میں آکر کرے ای برہمن تجانہ قص شیشہ فہمہ کراوٹھا کرنے لگا بیماہ قص گرد بادوں کو دکھاتا ہے ترا دیوانہ قص اگر توہین تیری خوشی میں ملبل پروانہ قص
---	---

جنبش پایا رکی کرتی ہے خون اہل بزم
ای اثر کیونکر نہ کہی اسکو سفاکانہ قص

صاد مجہ

عاشقوں کو دعا عطا کیا باغِ وضو انسی غرض دشت و صحرا چاہے کوہ و بیابان چٹا پھر مری دل کو ہوا ہی لذتِ ایند کا شوق کیا وطن کی آرزو مری دل نالانگو ہو ہیں لہ جان بخش جانان چشمہ آبِ حیات موتہم گل ہو کہ ہو عہد خزان ای ہم صغیر	روح کو بعد فنا ہی کو ہی جانان سے غرض کیا مری وحشت زدہ دل کو گلستان سے غرض پھر میں رکھتا ہوں کیسی نوکِ مرگان سے غرض کب سناؤں کو کہ کھتی ہے نیتان سے غرض ہو مبارک خضر تکو آبِ حیوانی سے غرض ہم سیرانِ قص کو کیا گلستان سے غرض
--	--

مین ہون بیمار محبت مجھ کو در مانسے عرض
 مور میں لیکن نہیں کہتے سلیمان سے عرض
 ہم فقیر و نکو نہیں لیوان وستانسے عرض
 کافر عشق صنم کو دین ایمان سے عرض
 نامسلمانکو نہیں ہوتی مسلمانسے عرض
 در نہ انسانکو ہوا کرتی ہوا انسانسے عرض
 ہوا دل غناک کو گیسوی جانان سے عرض
 ہندو کفر آشنا رکھتا ہے قرآن سے عرض
 رحمت حق کیوں نہ کہے اہل عھیانسے عرض
 مصر میں باقی رہی یوسف کو کنخانسے عرض
 مردم دہقان عبت رکھتا ہے بارانسے عرض
 ہوتی ہر پرانہ کو شمع فردانے سے عرض

تجھ کو ایو رشک سیچا چھوڑ کر جاؤں کہاں
 اہل دولت سے میں معنی تری در کے فقیر
 زندگی کرتے ہیں میدا نہیں کبھی زیر شجر
 کیوں تیری عبت کرتا ہے و اعظیل و قبا
 او سکی چشم کفر پر کو ہو کیا پر سوا دل
 زاہد جنبہ طلب کو آدمی سے ہو گریز
 سینہ شانہ کی صورت ہو رہا ہے چاکا چاک
 پاس تیری عارض روشن کو ہی خالی سیا
 اہل عھیانسے ہوا ہے رحمت حق کو ظہور
 پاک و ثروت گھر نہ بھولا آدمی پر دیں میں
 کہہ دو میری چشم تری لجا ہی اپنی کشت میں
 پھر کہاں عاشق فروغ حسن جزا لے ہوا



سر جھکے شوق شہادت میں کیوں نہ کر ایو اثر
 گردن خم گشتہ کو ہی تیغ جانان سے عرض



طائے مہملہ

شوق میں ہم تو لکھیں سب بار خط
 کب پہونچے دیو میں اغیار خط
 ایک بھی ہلکونہ بھیجے یار خط
 ہو نہ ہو قاصد ہمارے ہیں ضرور
 لکھتے ہیں ہم یار کو بیکار خط
 کیا لکھا ہمنے مجال اضطراب
 صحیح گلشن میں ہو و کانٹے نمود
 غیر پڑھتے ہیں سر بازار خط
 سوزش دل کو مضامین ہیں لکھے
 ہو گیا بیزار پڑھ کر یار خط
 اوسکے کوچہ میں ہوا کاغذ کا ڈھیر
 نکلا آخر بر سر رخسار خط
 پھینک دیتا ہے پس دیوار خط
 ڈریہی ہی پڑھ نہ لین اغیار خط
 روز لکھتے ہیں اوس دو چار خط
 یچلار کھکرتہ دستار خط
 لکھ نہیں سکتا ترابیمار خط
 لائے یارب قاصدِ دلدار خط
 دے اگر اوس پر تری تلوار خط
 جاننا ہے سر برابر نامہ
 تار سطر ہو گئی ہیں اونگلیان
 یہ دعا رہتی ہے ہر دم ہجر میں
 پھر نہ دکھلاے کہیں گردن عدو

جسطح لکھے کوئی میخوار خط	لکھتے ہیں یوں خطا دوسری ہم مست شوق
جائے قاصد لیکے جائی مار خط	غیر کو لکھے ہیں زہریلے کلام
کیا لکھیں تیرے جگر افکار خط	تو نہیں لکھتا کلام التیام
بھیجے ہمنے کتنے نامے تار خط	اک قلم پایا نہیں کوئی جواب
جلوہ فرما ہے سر رخسار خط	بڑھ گئی سبزہ سوس گلشن کی بہار

شرح غم سے مثل ناسخ ای و اثر	
ہو گیا ہے نامہ بر پر بار خط	

طاسے مجھ

اثر و عظ ہو خاک نہ دل پر واعظ	تیرے بکنے نے کیا مجھ کو تہی سرو اعظ
رند تجھے نظر آتے ہیں مگر واعظ	دیکھ ہو شیار ہو غصہ میں کریں ہاتھ نہ عطا
ابھی میخانہ سے ہم آئے ہیں بکیر واعظ	ذکر حورانِ ہستی کا ذرا چھیر تو دے
تارک بادہ کشی کوئی ہو کیونکر واعظ	اس توقع پہ کہ جنت میں ہیں جو کی نہیں
رند شامت سے جو مہمان ہوں تیرے گھر واعظ	مے کا کیا ذکر کرے اب بھی تو ادبہ حرام
جو جنت سے تری سر میں ہے چکر واعظ	گھوم پھر کر جو سنا تا ہی ہمیں حور و نکلی

نہ ڈرا تیش دوزخ سے اثر کو نادان
وہ تو ہے سید و مداح پیمبر واعظ

عین مہملہ

رہرو کی کیوں نہ یار سپور نہن کو اطلاع
راکب کی ورنہ ہوتی ہو تو سن کو اطلاع
اب تک نہیں ہوا سکی برہمن کو اطلاع
ہوتی جو قید چاہ کی بیزن کو اطلاع
پہنچ نہیں ہو برق کی خرمن کو اطلاع
اسکی نہیں ہو بلبیل گلشن کو اطلاع
اسکی نہ پا کو اسکی نہ گردن کو اطلاع
سنبل کو ہر خبر نہ ہو سوسن کو اطلاع
اسکی نہیں ہو یار کے جو بن کو اطلاع
ہوتی جو اپنی حال ہی دشمن کو اطلاع

سہ تیرے آتے جائیگی دشمن کو اطلاع
ایو لوجب کہ جان کی نہیں بن کو اطلاع
اصنام ویر کلمہ لوحید پڑھتے ہیں
لیتا کبھی نہ نام منیرہ کی چہاہ کا
واقع نہیں ہیں آہ شہر بارہی قریب
دو چہاہ دن میں فصل بہاری کا کوچ ہے
سرسر کار کو ہے طوق نہ زنجیر کی خبر
بڑسی ملی ہی بال سوار ہیں یار نے
کیا فتنے اوٹھ رہی ہیں زمانہ میں ہر طرف
روتا ہمارے واسطے وہ دوست کی طرح

سینہ کو چاک کر کے اثر کیا دکھائے

ہے داغ دل سو ادس مہ روشن کو اطلاع

رہتے تھے جن میں پریشان جمع	اے فلک اب وہاں ہی جمع آج
کیوں نہ ہو خاطر پریشان جمع	آج ہیں سب خوری کوسا مان جمع
شب تہہ میں ہیں ماہتابی پر	ساتی و مطرب خوش الحان جمع
جام و مینا ز می پر جو بن ہے	میکشی کو ہوئی ہیں خوبان جمع
ہنیں حلقہ کئے ہیں تھکے حسین	تاری ہیں گرد ماہ تابان جمع
کیا خدائی بتوں نے دکھلای	ہیں ستم خانہ میں مسلمان جمع
زخم دلی خبر جو لیتا ہو با	پہلے کر لیجئے نمکدان جمع
ہم سے کیا پوچھو ہو اے صاحب	دل میں ہیں ہر طرف کے ارمان جمع
چشم بزدور بزم میں خوش چشم	آج ہیں صورت غزالان جمع
جب سو داغ زلف یار ہوا	نہوئی خاطر پریشان جمع

اے آئینہ گویا ہی پریشانی

ہو گیا تو بھی اپنا دیوان جمع

عین مجھ

<p> کیا کہوں کس قدر اوتھاؤ داغ بجز مین گرجہ مینے کھاؤ داغ داغ دل کم نہیں ہیں انجم سے او طیبو تمہیں نہیں معلوم داغ تازہ کہان جگہہ پائین گل سمجھ کوہہ دیکھنے آیا ۛ </p>	<p> دن بنا تھا مگر برائے داغ دشمنوں سے مگر چھپاؤ داغ تجھے کیا کیا فلک نہ پائو داغ مرسم وصل ہو دو اے داغ اب نہیں دل میں اور جاؤ داغ کیوں دلا کچھ تو کام آؤ داغ </p>
--	---

ہے اثر کی دعا ہی کہ خدا
 دوستو تکا نہیں دکھائو داغ

<p> روشن کوئی کرے نہ کرے گور پر چراغ بلبل کا ہو جو ہم ہمارے سزا پر یوں تیری روبرو نظر آتا ہے آفتاب اوڑ کر پہنچتا اس گل خندا نگر روبرو جلتا ہے ساتھ ساتھ شبِ حجاز میں رکھتا ہے لوگلی کسی شعلہ عذار سے ہے میرے روز وصل سے روزِ عدویہ </p>	<p> کتنے لحد میں ہیں مرو داغ جگر چراغ وہ گل صبا بے ماتھے سے اپنا اگر چراغ بے نور جیسے ہوتا ہے وقتِ سحر چراغ بلبل کی طرح رکھتا اگر بال پر چراغ کیونکر جے نہ میری طرح رات بھر چراغ بیوجہ رات بھر نہیں دھنستا ہے سحر چراغ شب کی طرح جلائی نہ کیوں اپنی گھر چراغ </p>
---	---

نادان جلا آہن درود یو پر چراغ
جسم کسی گور پہ آیا نظر چراغ
دست ہو اسی پانہیں سکتا مفر چراغ

جنگِ اُحد کی رات عبادت میں کبیر
ہم اپنوداغ دل کی طرف کر آہن گاہ
باؤ سموم مرگ و جان کو نہیں گریز

سوسن کی طرح سوزِ جدائی سے اور اثر
جلتے ہیں تاب صبح ادھر ہم ادھر چراغ

دینا

پانوں پھر اوٹھنے لگے خامیہ نگینا کی طرف
ہاتھ پھر بڑھنے لگے جیت گریباں کی طرف
اپنا سر جھکنے لگا شمشیرِ مہر ان کی طرف
سیر کو جانی لگی پھر بنستان کی طرف
خون دل پہنے لگا پھر حیدر آباد کی طرف
یاس تو تکی لگی پھر گریستان کی طرف
پھر چلا گریں کو دریا چاہے زرخندان کی طرف

پھر چلے ہم جوش و حشمت میں بیان کی طرف
پھر جنونِ زور اٹھایا پھر وہی حشمت ہوئی
پھر تصور میں کسی کے ابرو کی خمدار کے
پھر وہی سودا ہوا گیسو ز جانا ناگاہ میں
یاد پھر آئی کسی کی نوکِ مرگانِ دراز
پھر کسی چشمِ شہلا آفتین ڈھانڈ لگین
پانی پانی پھر لگی کرنے کسی یوسف کی طرف

ذوق ایذا پھر لگا کرنے جبکہ دل میں اثر

دیکھتے ہیں پھر کسی ٹوک مرگان کی طرف

ستگر نہیں ہم کسی طرف
 نہیں انکو جھگڑے میں کوئی طرف
 ذرا دیکھئے اپنے جی کی طرف
 غضب کی نظر کیوں ہی میری طرف

ند دل کی طرف ہیں تیری طرف
 ہمیں کیا ہو شیخ و برہن ہو کام
 خطا ہی ہماری کہ ہے آپ کی
 سزا سہو صاحب عدو کا تھو

لمینون پہ غصتہ نفر مائے
 اثر دیکھئے آپ اپنی طرف

نہیں معلوم کہ کیا ہو شہہ والای نجف
 مالک ملک رضا ہو شہہ والای نجف
 پر نہیں حق سجد ہو شہہ والای نجف
 سبب شکل بقا ہو شہہ والای نجف
 حامی ویز بند ہو شہہ والای نجف
 دافع رنج و بلا ہو شہہ والای نجف
 مالک ہر دوسرا ہو شہہ والای نجف
 عافی جرم و خطا ہو شہہ والای نجف

منظہ ذوات خدا ہو شہہ والای نجف
 ہو رضا و سکی وہی جو ہو رضا خالق کی
 ہم نصیری تو نہیں ہیں کہ کہیں سکا و خدا
 وہ نہ ہوتا تو فنا روح کو لاحق ہوتی
 او سکی تلوار ہوئی ماحی کفر و بدعت
 خدمت عقدہ کشائی او حق کو نبی
 جب کیا حق ڈاؤن نا شہہ دارین
 در گزر کرتی ہوا عداستہ کر ہی او سکی

مرد میدان و غاہی شہہ والائی نجف
مخزن جو دو عطا ہی شہہ والائی نجف
برنج شرم و جیا ہی شہہ والائی نجف
معدن صدق و صفا شہہ والائی نجف

لافتی روز اُحد جن ملک بول اُٹھے
اوسکے درسی کبھی محروم نگرز اسایل
عیب پوشی ہی ملاخر قہ معراج اوسے
جو ہر پاک بنایا ہی خدا نے اوسکو

عرض کر حال دل زار اثر اوسکی حضور
درد عالم کی دو اہے شہہ والائی نجف

عشق

درد ہے رنج ہی بلا ہے عشق
نام لوگون نے رکھ دیا ہے عشق
چاک پیرا ہن جیا ہے عشق
سارے عالم ہی سوجدا ہے عشق
ہر دو عالم کا مدعا ہے عشق
کبھی جان بخش و جان فرما ہے عشق
درد دل کی کبھی دوا ہے عشق

کیا بتائے کوئی کہ کیا ہے عشق
دو لون عالم کی بیقراری کا
دشمن عصمت زلیخا ہے
اسکا عالم سچ سے باہر ہے
کون و تکوین کا موا ہے سبب
جان گزرا ہے کبھی کبھی بانوز
ہے کبھی شکل صدمہ روحی :

کبھی شکوہ کبھی گلا ہے عشق	کبھی شکر و عطا و صبر و رضا
کبھی درمان کبھی شفا ہے عشق	کبھی مرگ و قضا و درد و الم
کبھی صورت وہ بقا ہے عشق	کبھی شکل فنا و معدومی
دو دنوں عالم کار بہنا ہے عشق	ہادی و رہبر و پیمبر ہے
حق تو یہ ہے کہ خود خدا ہے عشق	اسکا رتبہ کوئی بتائے کیا
کشتی دین کا نا خدا ہے عشق	ڈوبتو نگو نجات کی صورت

مرغ جان گسل اسے کہئے	اے اثر درد لادو اور عشق
----------------------	-------------------------

ہونہ دشمن بھی مبتلا ہے فراق	عزت آگین ہے اجرا ہے فراق
میں ہوا جب سے آشنا ہے فراق	اپنے سیرم سے غم و حرمان
خون دل ہو گیا غذا ہے فراق	لذتِ غم بتا کہ کیا کھائیں
خیر اک دن ہے منتہا ہے فراق	وعدہ وصل حشر ہی پہ سہی
کیون نہیں وصل انتہا ہے فراق	انتہا وصل کی فراق ہے جب
مول لادی کوئی ددا ہے فراق	نقد جان تک نہیں دریغ نہیں

جب عاکو ہے صدا اثر کیسا تھر	
-----------------------------	--

کیون نہ مانگا کرے دعائے فراق

جب کبھی آئی پے سیر گلستانِ عاشق
 صرف رنگت پہنیں بلبلِ نالایا عاشق
 جوش پر لائی اگر دیدہ گریبانِ عاشق
 عمر بھر مردہ ہندو کی طرح جلتا ہے
 کیا دم سیر تو داغ دیکھ تو زانو خدیں
 استخوانِ جسم کو فرقت میں بنا رکھا ہے
 عزتِ رتبہ معشوق سے محروم رہی
 تو جو فرمائے ابھی سر پہ خنجر کھدیں
 تیری ہر ظلم کے پہلو کو سمجھ جاتا ہے
 کیون تری قدر نہ ہوسا کر پر زانوین
 تم وہ معشوق کہ دشمن ہو تمہارا معشوق
 میں کہیں جاؤں نہیں چھوڑتی تجھ کو وحشت
 دیکھ کر صحنِ چمن میں تری رفتار کی سیر
 بلبلِ گل ہی نہیں تیرے فدائی بننے

اگر گئے گل کی طرح چاک گریبانِ عاشق
 تری آواز پہن مرغِ خوش الحانِ عاشق
 کردی عالم میں بیابانِ کاطوفانِ عاشق
 بت پہ اللہ نہ ہو کوئی مسلمانِ عاشق
 شکلِ طاؤس گلستان میں ہیں قصا عاشق
 سگِ جانان تجھے کر نیکو ہی مہمانِ عاشق
 ای زلیخا نہ ہو ایوسفِ کنعانِ عاشق
 میں شہِ حسن سے تابع فرمانِ عاشق
 تو سمجھتا ہے سنگِ مرمر کہ ہر نادانِ عاشق
 وہ پری تو ہے کہ تجھ پر ہو سلیمانِ عاشق
 میں معشوق کہ ہر مجسمہ شبِ حیرانِ عاشق
 میں نہ مجنون ہوں کہ مجسمہ پر بیابانِ عاشق
 کب تک کیونکر نہ ہو امی نہ خزانِ عاشق
 ہو گیا تجھ پر کستا کستا گلستانِ عاشق

شکل پر وہ نہ ہوئی شمع فروزان عاشق	بزم میں دیکھ کر ایسے ترے خسار و کلو
شکل آئینہ رہا کرتے ہیں حیران عاشق	روی معشوق میں کیا اونکو نظر آتا ہے
تو بھلی انسان پہ ہوا کرتا ہوا انسان عاشق	عشق میں حالت انسان سے گزر جاتا ہے
چھوڑ کر جاو کہاں کو چہ جانان عاشق	نہ بیا بان میں اوسو چین نہ گلشن میں قرار
وصل کو نام سے ہی ہوتے ہیں گریزان عاشق	مدتوں تک جو اونٹھا تو ہے ہر وقت کو در
زیست سے جانتے ہیں مرگ کو آسان عاشق	کھیلے ہواونکے لئے دار فنا سے جانا
سر پہ تیرے نہیں جلاو کا احسان عاشق	مثل فرما دفا کرتی ہیں جان شیریں
تو پشیمان ہو ستمگر کہ پشیمان عاشق	منع کرتے تھے نگر جو خدا ہے منصف

دلبری تیری سخن میں ہو کچھ ایسی کہ اثر	تیرے انداز سخن کے ہیں سخن دان عاشق
ک ا ف	

نہ کی اوسنے مری جانب نظر تک	ہے ساتھ اشک کو محنت جگر تک
پریشان ہی رہے ہم عمر بھر تک	رہا سر میں تری زلفوں کا سودا
نہیں بازو میں اپنے ایک پرتک	عجبت صیاد کو ہے بدگسانی

کوئی کردی خبر اوس بیخبر تک
ابھی زلفین نہ پہنچی تھیں کم تک
ہمیں باقی نپاؤ گے سحر تک
وہ آنکھ تھو بھول سے ادھر تک
پہنچتے لخت دل کیا چشم تر تک

خبر آئی مرہیں دردِ عشم کی
تزاکت ہو لگی بل کرنے کیا کیا
جلے جاؤ ہیں شکلِ شمع سوزان
اگر ہم یاد ہوتے تو نہ آتے
دم گریہ تھی غالب نا تو انی



خدا جانے اثر کو کیا ہوا ہے
رہا کرتا ہے چُپ دو دو پہر تک



انکا یہ زور اسے خدا کب تک
دیکھے کرتی ہے وفا کب تک
کرم صبر آزما کب تک
کوئی مانگا کرے دعا کب تک
ستم صبر آزما کب تک
دیکھے آتی ہے قضا کب تک

بت رہیں برسِ جفا کب تک
عمر رکھتی ہے یار کا انداز
پرسشِ حال روز کرتے ہو
بے نیازی کی حد نہیں ملتی
امتحانِ جفا تمام کرو
ہجر کی ہر گھڑی قیامت ہو



شکر کا کام لے زبانشے اثر
شکوہِ بخت نارسا کب تک



ردیف کاف

اچھا نہیں ہے بلبل رنگین نوا کا رنگ
 اس شوخ اسکو سامنے کیا ہے حنا کا رنگ
 ہم جانتے ہیں آپکے ناز و ادا کا رنگ
 بدلانہ آسمان ڈا اینی قبا کا رنگ
 پایا ہے زلف یار ڈو کیا ہی بلا کا رنگ
 کچھ اندھون ہے اور ہی بادِ صبا کا رنگ
 ملتا ہے زعفران سے تری سبتلا کا رنگ
 بگرا شہِ صالِ مکر مدعا کا رنگ
 گلِ عرقِ خونِ ہر دیکھے تیری قبا کا رنگ

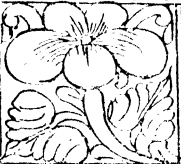
بدلا ہوا ہے جیسے چمن کی ہوا کا رنگ
 خوشتر کہیں ہو گل سے تری دستِ پا کا رنگ
 رنگین مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تمیز
 یہی ہزار رنگ کی پوشاک دہرنے
 رنگت میں سیرِ بخت سے رکھتی ہے ہماری
 جیسے بہا آئی ہے اترائی بھرتی ہے
 کیونکہ غیر اوی گلِ خندان ہنساکرے
 سنتے ہی میری عرض ہو الال ادنکا نہو
 لالہ شہید ہے تری دستارِ منج کا

بیشک کوئی ولی تھا اگر تیرے کلمہ سنج
 سب شاعر و شاعر خاص ہوا وں با خدا کا رنگ

ردیف لام

معلوم نہیں کون مرض کی بہرہ وادل
 دشمن کو بھی اشد ندی ایسا بُرا دل
 آرام مری روح کو ہر جب ہو گیا دل
 تیرے تہم ناز کے تباہ نہرا دل
 پھر تو ہی بتا چاہو کہ تیری سوا دل
 دنیا کی کسی چیز سے نادان لگا دل
 کچھ اسکی خبر بھی ہو کہ اللہ ہو عادل
 مشہور جہان میں ہرگز گاہ خدا دل
 پروانہ صفت جسکی تجلی پہ جلا دل
 لازم ہے تجھے پاس بُرایا ہو بھلا دل
 جنت میں پس مرگ لگو خاک مراد دل
 ہم دل سے ہیں آزر دہ تو ہو ہم خفا دل

انسان کو کیوں خالق عالم زودیا دل
 اک آفتِ جانگاہ مری حق میں ادا دل
 اچھا ہوا تم لیکنے اوس آفتِ جان کو
 جس دل پہ سین ناز تھا ظالم وہ کہاں
 ای جانِ جہان اور کوئی جب نہیں تجھ سا
 اک روز ہو جانا تجھے اس در فنا سے
 بیدا تو کرتا ہو مگر اے بتِ ظالم
 جو عشقِ بتان اوس منج پایا کسی شکر کو
 وہ اور ہی کچھ آگ تھی ای حضرتِ موسیٰ
 دل توڑ نہ میخوار کا ای د اغظ نادان
 جاتی نہیں دم بھر تری کوچہ کی منسا
 ہم عقل کی کہتی ہیں تو وہ عشق کی کہتا



دنیا کی کہیڑے ہیں امیر جانکی جنجال
 پھر چھوٹنا معلوم اگر انہیں چھپنا دل



تیرہ بخت و سیاہ کار ہو دل

سبب عشق زلفت یار ہو دل

ای گل اندام لاله دار ہے دل	غمِ فرقت سے داغدار ہے دل
آئینہ دارِ روئے یار ہے دل	کیون نہ رکھے صفایِ حیرت خیز
غیرتِ عارض بہار ہے دل	کسکے عکسِ عذار رنگین سے
اپنے کردہ سوشتر مسار ہے دل	غرق دریاؤں خون نہو کیونکر
ورنہ کیون آج بقرار ہے دل	اوسکے پہلو میں غیر بیٹھا ہے
سخت کمبخت و نابکار ہے دل	جیسا جی چاہتا ہے کرتا ہے
سینہ مجروح ہے فکار ہے دل	اونکی تیغِ مژدہ کو مت پوچھو
آج سرگرم انتظار ہے دل	ہے خبر گرم کسکی آمد کی

غم سے پاتے نہیں فراغ اثر	اک نہ اک پنج سے دو چار ہے دل
--------------------------	------------------------------

شعلہٴ رُ و صورتِ سیما ہے دل	گرمیِ ہجر سے بیتاب ہے دل
رُ و کُشِ چہرہٴ مہتاب ہے دل	کثرتِ داغِ سواے مہرِ جمال
طالبِ صحبتِ اجباب ہے دل	منظرب ہے غمِ تنہا سی سے
خونِ کا حلقہٴ گرداب ہے دل	دیکھ کر طوقِ تری گردن میں

جب سواوس بحرِ ملاحت سے چھٹا	
-----------------------------	--

اے اثر ماہی بے آب ہر دل

میم

ایک مدت سو نہیں ہیں اتفاقاً آرام ہم
روزنِ مدفن ہو سکتے ہیں کسی کا نام ہم
برہنِ ہم بت شکن ہم کفر ہم اسلام ہم
زاہد از فرم پہ دھولیں جا بڑا حرام ہم
ابتدا میں جا بنے کر عشق کا انجام ہم

ہو تو میں مبتلا گردش ایام ہم
مل گویں خاک میں اسپر بھی عالی ہو نظر
دیر و سب میں ہی کہتا ہو جلوہ یار کا
دلوت کعبہ میں نگر عجاہت خدا کی واسطے
ناصح مشفق وہی کر تو جو فرمائی ہیں آپ

دم میں ہو جاتی ہیں آسان پی ساری ساری
اگر اثر لیتے ہیں جب شکل کشا کا نام ہم

میں کھینچوں کہا تکلم پرالم
اگر لاکھ کھائیں قسم پر قسم
نہ رکھنا ہمارے قدم پر قدم
نشان پر نشان ہیں علم پر علم
نوازش عنایت کرم پر کرم

اگر تو تم نہ اتنا ستم پر ستم
نہیں اونٹے و عارو کا کچھ اعتبار
ہمارا بیابان ہے کچھ اور قیس
ہے اُندی ہوئی آہ و نالہ کی فوج
کریں یا پناہ اختیار پر ہر گھڑی

جواہل و فاضل بن ہم پر مدام جفا پر جفا ہو ستم پر ستم

علی نے نکالا اوٹھیں ای اثر
تھے کعبہ میں ورنہ صنم پر ستم

بسر کر تھے کس فراغت سے ہم
ترے فتنہ قامتِ ناز کو
عدو پر ہوئی گروہ تیغ آزما
نہ راحت چمن میں نہ صحرا میں چین
یہ کیا جانتی تھے کہ ہی غیر شوم
بٹھائی ہو وہ عدو کو قریب
جفائے عدو کو نہ خاطر میں لائیں
کیا عشق نے ہم کو خانہ خراب
تری بار فرقت کو ای ناز نین
بنیں سکی رحمت کے اسید وار
عدو کی طرف محفلِ یار میں
بہت چین سے ہیں گیا جسے دل
پراب تنگ ہیں اپنی حالت سے ہم
فزون دیکھتے ہیں قیامت سے ہم
عجب کیا کہ مر جا میں حسرت سے ہم
بہت تنگ ہیں دل کی حالت سے ہم
تری بزم میں آئی شامت سے ہم
رہی دُرد راو نکی عنایت سے ہم
اگر کام لین صبر و ہمت سے ہم
گزر ہی گئے آدمیت سے ہم
فزون پاؤں ہیں اپنی طاقت سے ہم
جو مایوس ہوں تیری رحمت سے ہم
نظر کر تے ہیں کیسی حسرت سے ہم
سبک جان ہوئی ادسکی حلت سے ہم

وہ کیونکر ملاستے ہیں غیر و نہی آنکھ نہیں دیکھتے اور نگو غیرت سے ہم

اگر جقدر سمجھنے تحقیق کی
ہوے کچھ نہ واقف حقیقت ہی

دیکھو نون

اسی ستگر نہ سمجھنا کہ کھلا کر تو ہیں
مر گئے پر بھی وفا اہل وفا کرتے ہیں
ہاں عشاق کو سوقت حیا کر تو ہیں
یوفا کیا نہیں ارباب وفا کر تو ہیں
نفس کو زیر حکومت فقرا کرتے ہیں
ایسے فتنہ تو وہاں روزاوشھا کر تو ہیں
باخدا طوف مزار شہدا کرتے ہیں
یہ فرشتے جو سیر دوش لکھا کر تو ہیں
کہیں آلودہ زبان بھی صلیا کر تو ہیں
مرض عشق کی بھی آپ دو کر تو ہیں

آہ سے شکر جفا ہم تو ادا کر تو ہیں
خاک ہو کر درجانان پہ رہا کر تو ہیں
وہ دم ذبح جو مونہہ پھیر لیا کر تو ہیں
جان و ایمان دل دین سب ہی اکڑتے ہیں
زور رومی ہی نہیں طالب زر کو بہرہ
حشر کا نام نہ لو اونکی گلی کے آگے
ای تو تم مری تربت پہ نہ آؤ نہ سہی
کچھ مقدر سے بھی اعمال ملا لیتے ہیں
آپ رند و نلو برا کہتے ہیں ای و اعظا شہر
اگر ملین حضرت عیسیٰ تو میں اتنا پوچھو

یہ تو درپردہ تقاضا ہے جفا کرتے ہیں
گل چین میں نہیں بیوہ ہنسنا کرتے ہیں
ساتھ رہو یہ الگ اونے رہا کرتے ہیں
ہی بشر کیا جو کہے آپ یہ کیا کرتے ہیں
آپ بیجا بھی جو کرتے ہیں جفا کرتے ہیں
کیا غضب ہو کہ تمنا حنا کرتے ہیں
بیٹھو پائین کی طرف ہم بھی جدا کرتے ہیں
ناامیدی کو شرا و سمین لگا کرتے ہیں
ایک مدت سے تری حق میں دعا کرتے ہیں
جب بگڑ نیکو آہی یہ بنا کرتے ہیں
کیا وہ سنتے ہیں مری میرا کہا کرتے ہیں
کام کیا کیا نہیں مردانِ خدا کرتے ہیں

ایں ستمگر نہ برانان مرے نالو نکا
کوئی پہنان ہے پس پردہ سامان بہا
ہی جو قسمت میں لکھا ہے تو سایہ کی طرح
رو بروا دیکھے فرشتوں کی زبان کھتی ہے
خوبرو دیکھی بڑی بات بھی ہوتی ہے چلی
دست و پاگل سے بھی خوش رنگ ہو جینگو
ادنی محفل میں نہیں جلتی ہے تو ہی اوشع
بار آور شجر عشق جو ہوتا ہے دلا
ہم فقیر دے نہ اے خسرو خوبان سُنہ پھیر
ایسے نقشونے بنائیں ضرورت کیا ہے
نیک و بد اونکو جتان سے مجھے کیا مطلب
کیا خبر ہے تجھے اے طالبِ دنیا و دنی



خوبرو دیکھنے محبت نہیں کرتے عاقل
اے اشرآپ جو کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں



خاک میں آپ ملاؤ میں ہمیں

اپوزر سے جو اوٹھاؤ میں ہمیں



ہے جو منظور جہاں در پردہ
غیر کو پاس بلارکھتے ہیں :
عشق کی پردہ دری کو ڈر سے
گرمیاں غیر کو دکھلا دکھلا
شبِ فرقت میں فلک کو تارے
اونکو اندازِ سخن ہیں معلوم
پھر کسی گل پہ ہوا دل مایل
چھوڑ دین آپ کی ہمراہی ہم
تو ہمیں راہ بتائے جس سے
عطر گل سے نہیں جب دل بھرتا

سو نہہ کو غیر و نہیں دکھائی ہیں
جب کبھی آپ بلاتے ہیں ہمیں
تیرے گھر والو چھپا آہیں ہمیں
بزم میں آپ بجاتے ہیں ہمیں
داغ دل یاد دلاتے ہیں ہمیں
غیر کو کہنے سنائی ہیں ہمیں
داغ تازہ نظر آتے ہیں ہمیں
واہ کیا راہ بتاتے ہیں ہمیں
غیر وہ راہ بتاتے ہیں ہمیں
اپنا رومال سنگھا آہیں ہمیں

شب کو افسانہ دل کہے اتر
آپ روتے ہیں رولا آہیں ہمیں

دیاتو نے وہ دل خدایا ہمیں
موئے پر کسی نے نہ پایا ہمیں
لہو جس نے ہر دم رولا یا ہمیں
یہاں تک تر و غم نہ دکھایا ہمیں
اسی نے ٹھکانے لگایا ہمیں
رخ گور دل نے دکھایا ہمیں

یہاں تک بتوں نے ستایا ہمیں
 نہیں دل کو پروا مگر درد کی
 ترانام لیکر رکھا دل پہ ہاتھ
 ترے در پہ دم بھر بھرتی تھی گنتے
 موی پر اگر ساتھ دل بھی گیا
 اور خون نے سمجھ کر ہمیں بے زبان
 بہت اسکے ہاتھوں تنگ آگئے
 ترے غم نے اے ماہِ فرقت کی شب
 ملو گے کبھی تو بھلا راہ میں
 یہ بے تائیان غیر کی واسطے
 خدا یاد آیا جسے دیکھ کر
 ابھی نیند آئی تھی مرغِ سحر
 سلاخا مردہ جلائے نہیں
 سچنے کی باتیں تو کیا کیا تھیں

کہ آخر خدا یاد آیا ہمیں :
 یہ اپنا ہوا ہے پر آیا ہمیں
 کسی دم اگر ہوش آیا ہمیں
 کہ دربان نے او ٹھکرا دیا
 تو پھر گوزمین چین آیا ہمیں
 زبان پر جو آیا سُننایا ہمیں
 کوئی اور دل دے خدا یا ہمیں
 ذرا بھی جو سوئے جگایا ہمیں
 بہت متنے رستہ بتایا ہمیں
 تجھے دیکھ کر صبر آیا ہمیں
 وہ جلوہ بتوں نے دکھایا ہمیں
 کہ نالوں سے تو نے جگایا ہمیں
 مگر تو نے زندہ جلا یا ہمیں :
 مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا ہمیں :

اگر تامل اپنی ہوئی تیر کی

رہا دیکھ اپنا پرایا ہمیں ۛ

طوبای تمنا میں مگر آئی تو جانیں
کچھ کر وہ مری پاس اگر آئی تو جانیں
انہیں سہا اگر ایک بھی بر آئی تو جانیں
وہ یوسف کم گشتہ جو گھر آئی تو جانیں
دلای دسکا اگر درسی بھر آئی تو جانیں
لیکن وہ کم تلو نظر آئی تو جانیں
ہاتھ اونکو جو مضمون کم آئی تو جانیں
گلشن کی صبا لیکے خبر آئی تو جانیں
آنسو کو عوض تمہی شر آئی تو جانیں
آنخوش میں وہ رشک قمر آئی تو جانیں

وہ سرد خزان ہوا دھڑ آئی تو جانیں
ای جذبہ دال دسکو بلا آئی تو ہیں لیکن
یوں تو دل شیدا میں تمنا نہیں رو
یعقوب صفت نظر یار ہیں لیکن
ہم آہ تو کرتے ہیں مگر اے اثر آہ
ای اہل نظر دیر سی ہو آکھ لگاے
اوصاف کم لکھنے میں کہہ ہی شعر آکو
مرغانِ قفس گوش بر آواز ہیں لیکن
ای دیدہ ترسوز غم ہجر جبتان میں
گراہ ہوا نالہ نشین کیا ہی تکلف

آئے ہیں مدا کے لئے عیسیٰ میرم

راس اونکی دوا دل کو اثر آئی تو جانیں

صحی گلشن دادی پُرخار دونوں ایک ہیں
چشم عاشق روزن دیوار دونوں ایک ہیں

ریخ و راحت ہجر میں ای یار دونوں ایک ہیں
تکاشکی دونوں کو یکساں کو پتہ دلبر میں ہی

جب حقیقت میں نہیں اہل نظر کی آنکھ میں
ہی خرابیاتِ جہان میں کیفیت سبکی خراب
الحدراوی خرمین ہستی اعدا الحدردہ
حضرت واعظ اگر ادب کبھی کسی میخوار سے
یہ جو جنت کا طالب ہی تو وہ خوانمان کو
فرق ہی زیادہ فرقہ ہوا زنا ہموار کا پتہ
ایک پل میں ہر طرف جل تھل نظر آزلگا
کام کیا انسان کا نکلے ہو نہ جب تک اتحاد

دیدہ خوابیدہ و بیدار دونوں ایک ہیں
میکدہ میں غافل ہو شیار دونوں ایک ہیں
برق سوزان آہ آتشبار دونوں ایک ہیں
ہاتھ اور سکا آپ کی دستار دونوں ایک ہیں
پیش حتیٰ بن زاہد و میخوار دونوں ایک ہیں
در حقیقت سچ و زنا ر دونوں ایک ہیں
چشم عاشق ابر دریا بار دونوں ایک ہیں
سب ہیں دو لیکن دم گفتار دونوں ایک ہیں



حکمتی سوا پناہ یہ عقیدہ ہے اثر
مصطفیٰ و حیدر کرار دونوں ایک ہیں



مری جانِ حزرین کی واسطے دشمن ہی پہلو میں
نثر لاتی نہیں فضل بہاری شاخ آہو میں
بجای مشک نگاری بھری ہین ناف آہو میں
نہ وہ طاقت ہی پنجہ میں نہ وہ قوت ہی بازو میں
مگر موجود ہر عاشق کشتی ہیں تیغ ابرو میں

وال پناہ ایک ت سونہیں ہوا پناہ قابو میں
جو ہین زنیض محرومی سوا اونکو نہیں صل
دلایہ شہت ہی تفسید گان سوزالفت کا
جو ترم تھو جوانی ہین وہ ہین اہل سو بدتر
نگلی ہو گئی شمشیر جسم او سین بال آیا

بسانِ شانہ دل صد چاک غمِ سوزِ لگتا ہی
 اثرِ شاد کو جب میں دیکھتا ہوں اوس کی سیوین

زبانِ حالِ سوزِ شکوہ بیدار کرتے ہیں
 سمجھ کر کیا اسیرانِ قفس فریاد کرتے ہیں
 عذابِ قبر سوزِ پاؤں میں راحتِ مجربانِ عشق
 نکہہ بہرِ خدا تو بندگانِ عشق کو کا فر ہے
 ذرا صیاد چل کر دیکھ تو کیا حالِ سوزِ اونکا
 بتانِ سنگدل کو ہاتھ سوزِ دل ہی نہیں لان
 ہزاروں زخمِ خندانِ خنجرِ غمِ سوزِ بنا کرتے ہیں
 ملولت جو ایذا میں تو باز آتے ہیں ایذا سے
 وہاں زخمِ قاتلِ دمِ بدم فریاد کرتے ہیں
 توجہ بھی کہیں فریاد پر صیاد کرتے ہیں
 پس مردنِ جنائین یار کی جبا د کرتے ہیں
 بتونکی یاد میں زادِ خدا کی یاد کرتے ہیں
 اسیرانِ قفس فریاد پر فریاد کرتے ہیں
 ہم دم دیر میں ناقوس بھی فریاد کرتے ہیں
 دلِ ناشاد کو ہم اس طرح شاد کرتے ہیں
 ستم ایجا دہیں طرزِ ستم ایجا د کرتے ہیں

اگر کو دیکھ کر کیا روح کو صد مہ پہونچتا ہی
 خدا سمجھے ہونے کس قدر بیدار کرتے ہیں

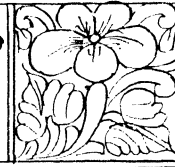
کلِ تمھارے عذار ہیں دونوں
 آنجھیں اوس آفتِ زمانہ کی
 رنگِ روی بہار ہیں دونوں
 فتنہ روزگار ہیں دونوں
 ہجر میں ناگوار ہیں دونوں
 نغمہِ دمی کا ذکر مست چھیڑو

لالہ رُودا غدار ہیں دونوں
 دل کے ڈسنے کو مار ہیں دونوں
 جگر و دل فگار ہیں دونوں
 ای جنون تار تار ہیں دونوں
 لعل و گوہر نثار ہیں دونوں
 در نہ آپس میں یار ہیں دونوں

جگر و دل تری جدائی سے
 دونوں زلفین نہیں ہیں سینہ پر
 اونکی تیغ نگہ کو مت پوچھو
 تیرے ہاتھوں سے جامہ دستار
 لب و دندان پہ تیری ای دلبر
 دیدہ و دل ہیں جان کر دشمن



دیکے دل ہم تو وہ اوسے لیکر
 اسے اثر بقرار ہیں دونوں

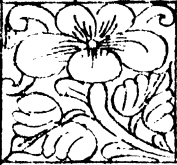


گوش لہا ی بتان مورد الزام نہیں
 در خور قہر و غضبِ دل ناکام نہیں
 لایقِ طوفِ حرمِ جامہٴ حرام نہیں
 طلبِ بیخ و الم رسم و رہ عام نہیں
 کوچہٴ زلف بتان بگزر عام نہیں
 بوسہٴ جور و جفا جانکو آرام نہیں
 تو بھی مخزن کو تری اسکے سوا کام نہیں

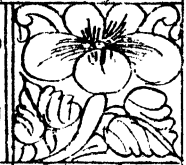
اثر آہ الم جب دل ناکام نہیں
 زو کشِ نارسو تم طح جفا کی ڈالو
 داغِ غم دھونڈی ز مزم پہ بچھو ای زاہد
 ہو تقاضا ی جفا اہل محبت کیلئے
 رہ و راہ الم ہے دلِ خاصانِ خدا
 عادتِ لذت آزار بُرا ہو تیرا
 اثر آہ کی ہر چیز حقیقت معلوم

طلبِ دل سے بتانِ قابلِ الزام نہیں
 عادتِ رنجِ دہی صورتِ آرام نہیں
 عذرِ تقصیرِ بجزِ خجالتِ الزام نہیں

دے ندے ہر کوئی مختار ہے مجبور نہیں
 دیکھ کر گشتگیِ چرخِ بچشمِ حق نہیں
 طلبِ عفو نہیں اہلِ ستم و شایان



وہ ظرافت سے اثر ہے کہا کرتے ہیں
 لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہیں



مشغول اور کوئی اودنِ شاد نہیں
 نازشِ عشقِ سبکدوشی فریاد نہیں
 دشتِ سپہرِ کربانِ جاہلین گھرِ نایاب نہیں
 لطمہ جو رعدِ وسیلی و ستاد نہیں
 کوئی صدا ہے اگر کوئی فضا و زمین
 واقفِ لذتِ غم وہ ستم ایجا و نہیں
 شعلہ شمع سرِ رنگِ زریاد نہیں
 دلِ صد چاک مرثانہ شمشاد نہیں
 قابلِ سیرِ مگر گلشنِ ایجا و نہیں
 سرِ فریاد ہے خنجرِ جلا و نہیں

کیا تجھے کامِ بجزِ نالہ و فریاد نہیں
 کوہِ غم بر سرِ جانِ باز ستاعِ رفعت
 مدتِ عمرِ جنونِ عمر سے کچھ تھوڑی ہے
 حکمتِ آموز نہیں اہلِ جفا کی تعلیم
 طوقِ آہن ہی بڑے کچھ تو ہو تیر جنون
 طلبِ رومی غافلِ نہوایِ دلِ مہم
 آتشِ آہ سے جلتی ہے زبانِ سوزان
 کیوں اُلجھتا ہے تری لطفِ سوا و سردان
 ہر گلِ اندام سے نفرت ہے تجھے کیوں اب
 دستگیریِ دگر تیشہ تجھی عاشق

یہ فریادِ سوسلہ ہے کہ غلامِ سر
نالہ کرتا ہے تقاضا و جفائے تازہ
یاد آجای ستم تجھ کو اگر یاد نہیں
اس سے مقصود دلی شکوہ بیدار نہیں
نہ ہر دای سائش نہ غمِ نقرین ہے
نغمہ سنجی سے خیالِ طلبِ داؤ نہیں

شکوہِ غربت کا اثر کرتا ہے غالب کی طرح
تکلو بہمیری یارانِ وطن یاد نہیں

گر کس لطفِ یار ہو جامِ شراب میں
اندر سے و برہ مری آنکھوں کو وہ نہیں
بالا و رشک سے قبحِ آفتاب میں
پوشیدہ جب کا چہرہ ہی دلوں کی نقاب میں
ای نور سیدگانِ جوانی فراسنو
ملتا تھا لطفِ نیت ہمیں بھی شام میں
اکنہ ہنسا کہ ساتھی جہوش اپنی آس
بیرتھی ہم شرابِ شبِ باہتاب میں
وہ جامِ زنگار و مطلقاً صراحیان
ہو انفعال جن سے رخِ آفتاب میں
وہ بت کہ دلوں کو حلقہ ڈام بلایں لائیں
زلفیں تھیں جنکی تاکہ بچے و تاب میں
آنکھوں کو سامنے سے آہنی کہ صر گئے
ابو نظر بھی آتی نہیں ہلکے خواب میں
اگر اب بزمِ جنتے تھے سب ہو گئی ہوا
گویا شرابِ پیر تھے جامِ حباب میں

ہر لحظہ اونکی یاد میں روئین کیوں اثر
تصویریں اونکی پھرتی ہیں چشمِ پُر آب میں

مگر کان دھر کر سنا کچھ نہیں بتو تم سے ہلکو گلا کچھ نہیں :- سحر ہوتے ہوتے رہا کچھ نہیں مگر تم میں بوے وفا کچھ نہیں چمن کی وہ اگلی ہوا کچھ نہیں مگر تجھ کو زاہد حیا کچھ نہیں :- کہ نزدیک جنکو خدا کچھ نہیں جفا ہی جفا ہیں وفا کچھ نہیں	سنا حال دل پر کہا کچھ نہیں کیا خوب جو کچھ خدا نے کیا شب بھر ہوتا چلا میں فنا حسینو کہیں گل سے خوشتر ہو تم نہ گل پر ہو جن نہ بلبیل کو جوش عبادت خدا کی باسید جو رہ :- خدا اون سے بندو نکو اپنی پچاسے حسینو کے انداز مت پوچھئے
---	---

بتو نکی پرستش کہاں تک اثر مگر تجھ کو خوفِ خدا کچھ نہیں	
---	--

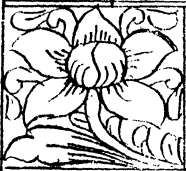
دل جلے سیر کو نخلتے ہیں تیری باتوں سے ہم بہلتے ہیں کچھ تو ٹھہرو کہ ہم بھی چلتے ہیں ہر گھڑی اپنے ہاتھ ملتے ہیں یوں بھی چستے کہیں اُبلتے ہیں	شام کو جب چراغ جلتے ہیں ذکر جو رو قصور کرو اعظ مضطرب کیا ہو رہو ان عدم کھو کے دل اب یہی ہو کام ہمیں بل بے جوش سر شط فان خیز
--	---

کچھ نہیں کم پہاڑ سے اغیار	سنگ سینہ ہیں کت پٹو ہیں
دل بتونکے ہیں کیا خدا جانے	آہن و سنگ تک پگھلتے ہیں
شجر عشق کیسا ثمر لائے	کہیں ایسے درخت پھلتے ہیں
بیٹھ جاتے ہیں ضعف کو مارے	ق دو قدم بھی اگر ٹہلتے ہیں
گو چہ گردی کا ذکر کیسا ناصح	گھر سے بھی ہم نہیں نکلتے ہیں

کون اونکو اشر دمان پہونچاؤ	حضرت دل جہان بہلتے ہیں
----------------------------	------------------------

لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں	ہم کلیجے کو تھام لیتے ہیں
راہبر کی نہیں ہمیں حاجت	خضر کا دل سو کام لیتے ہیں
بادہ بھی مست ناز ہوتا ہے	جس ادا سے وہ جام لتی ہیں
شیخ صاحب مرید لوگوں سے	آپ مال حرام لیتے ہیں :
مفت بوسہ حسین نہیں دیتے	دل جو لیتے ہیں دام لیتے ہیں
آدمی کیا ملک درود کیساتھ	نام خیر الا نام لیتے ہیں :
اونکو ڈھونڈو پڑھو کہاں کہاں کوئی	ق ایک جا کب قیام لیتے ہیں
نقشہ روزگار جیسے ہیں :	گھر نیا صبح و شام لیتے ہیں

ضعف بھی کیف سے نہیں خالی | مجھ کو گرتے وہ تھام لیتے ہیں



جانکراے اثر کلام میں
لوگ تیرا کلام لیتے ہیں



پڑی تھی شہر کو ناخن مری طفلی کی سبیل میں
مری آنکھوں کی ننگینی نہیں سانو کو بادل میں
عجبت ہے اسو قائل تری شہر کو کھیل میں
ابا ہی پیر سخاں باقی نہیں ایک گھوٹا تان میں
بتو نلو کیوں نہ کہیں برہمن دیر مقفل میں
صفاد لخواہ ہو سکتی نہیں محتاج مصل میں
نہ تھا معلوم ہی کوہ گران تنکو کو اوجھل میں
نکھنے کا نہیں جو چھپس گیا دنیا کی دلدار میں
وہ جسم پہونچے شہر میں نہ بیکے مقفل میں
امان پاتا ہی غم سو ما دگیتی کے انچل میں
ترجی ان بھی پڑگی اسو فلک اک ذہنچل میں
کہ اربا بقول پاؤ نہیں کنو اب د مغل میں

مقدر تھا جو تہہ تہہ جینو نگو ساتھ جنگل میں
جگر کو تخت آؤ ہیں نظر اشک سلسل میں
مخربنت کو بھی ایسے نہ ہو نگو خوشگوا ری میں
سو اتیرے خبرے کون مجھے رند بزرگی
گمان ہو فاسی و نکی جانب سے نہیں جانا
تری چہرے سے آئینہ مقابل ہو تو کیونکر ہو
عدو کو حقیقت اپنی نادانی سے سمجھے تھے
قدم باہر نکالو کیا ہوا جاتا ہو گل در گل
ہر اک صبا ناز کی جان صابہ تن سے ہوئی باہر
نہ سمجھ آدمی ہوتا ہی بیوندر میں مر کر
قیامت کی خوشی مجھ دل شکستہ کو نہ ہو کیونکر
گری کر پیر میں ہلو وہ راحت میر ہے

دل اہل ہوس کبشال ہو آرام پاتا ہو
 برابر طالب مولیٰ کی ہو کیا طالب دینا
 درازی زلف کی المختصر باہر پائے ہے
 گوارا ہوتی ہے تلخی بھی انسا نکو ضرورت میں
 شکوہ ظاہری کیا اہل معنی کو پند آئے
 نقاست جاہل تن کی حسینو نگہ زاری ہے
 نظر سو نور ہو جاتا ہو غایب وقت نظارہ
 چلا ہون دیدہ پر آب لیکر کوئی جانان کو
 ہوا آخر کو زنا بد بھی مرید پیر سینا نہ
 جو بیوقوف ہو کا لکھ ہو جو باسوق ہو کا جل سیک
 جوانی سو علمدہ ہو مزا و تھستی جوانی کا
 ہو میں جب عالم وحشت میں مال لشکبار کی
 کدورت سے بری ہوتی ہو طہیت پاک باری
 سوائے زکوٰۃ کوئی ہو دوسرا تب تو نظر آئے

بن درویش آسودہ کو آسایش بزمین
 زمین و آسمان کا فرق ہو اعلیٰ و اسفل میں
 یہ مضمون ہو کہ گنجائش نہیں جسکو مطول میں
 نہیں ہو انجمن کی کوئی لذت درختہ چنپل میں
 نمائش کو سوا مطلب نہیں کچھ خط جہان میں
 نہ وہ نرمی ہو محض میں نہ وہ سبکی ہو عمل میں
 بلا کی ہو سیاہی یار کی آنکھوں کو کا جل میں
 مسافر بانی بھرتی ہیں جلتی پر وقت چھا گل میں
 نہایت پارسائی کی لیا کرتا تھا اول میں
 سیاہی کا نہیں کچھ فرق کا لکھ اور کا جل میں
 ملاحظہ نہیں ہو نہیں جو ہوتی ہو کو پل میں
 مری آنکھوں کو صحر کو سمندر کر دیا پل میں
 دھوان دیکھا نہیں خس کر برابر مہر کی مشعل میں
 دوئی کو دخل ہوتا ہو نگاہ چشم احوال میں

اگر ہو یا رختل میں تو بھر نکل ہو رختل میں

کہنے میں شرم آتی ہو اسے یا کیا کہیں
کیا جان پہ آہنی ہو ستمگار کیا کہیں
جھگڑا بڑھا کرتے ہیں بیکار کیا کہیں
ہم زندگی سو رہتے ہیں بیزار کیا کہیں
کھوٹا ہوا مال پیش خریدار کیا کہیں
اچھی نہیں ہو حالت بیمار کیا کہیں
آسان تھی موت ہو گئی دشوار کیا کہیں
خیر غیر کسی سنتے ہیں بیکار کیا کہیں

کیا کیا نہ کہتے پھرتے ہیں اغیار کیا کہیں
تجھے ہم اپنا حال لزار کیا کہیں
ہر بات پر وہ کرتے ہیں تکرار کیا کہیں
ہر دم وہ دل کو دیتے ہیں آزار کیا کہیں
وہ دل کا مول کرتے ہیں چپ شرم سے ہیں ہم
دیتے نہیں سوال کا عیبیٰ کوئی جواب
جیتے ہیں تانہ غیر کو وہ لائیں لاش پر
ہم اونے عرض حال کریں بھی قہمدو

میری بھلی بھی اونکو بڑی لگتی ہو اثر

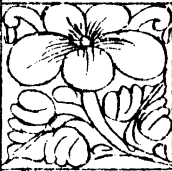
جیسے ہیں وہ عدو کو طرفدار کیا کہیں

ہوں گرفتار کہیں ہیں تلو برس کی تیلیان
دید گلشن کو نہیں مانع قفس کی تیلیان
ٹوٹ جاوے جس گھڑی تانقہ کی تیلیان
وہ قفس دنیا ہو حسین ہیں ہوس کی تیلیان

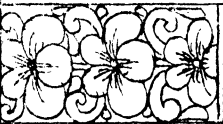
کیون نہ تو میں خود بخود سیر قفس کی تیلیان
عارض گلگون جو ہو صیاد کا پیش نظر
مخ جان کن قفس سے مایل پر داز ہو
تانہ ٹوٹو حصر دنیا ہو نہ آزادی نصیب

گو قفس میں میری ہوں پانگس کی تیلیاں
چاہئے بہر قفس صیاد خس کی تیلیاں
کاش ای صیاد ہوتیں اپنی پس کی تیلیاں

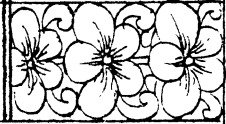
ہوں میں صیدِ ناتوان مجھے نہ تو شکی گہی
گرمی ہر چمن کی کچھ رعایت ہے ضرور
بڑی ہی تھپہ کیا ثابت کروں اپنی وفا



ہے تمنا کقدر محلو اسیری کی اثر
چھیلتا ہوں آپ ہی پر قفس کی تیلیاں



ردیفِ داو



بلبل نہ رکھے پھر بھی نذر چمن کو پانوں
گل کو اگر ہین گال تو ہین باسمن کو پانوں
پہونچو کہاں کہاں مری فکر سخن کو پانوں
پاما دل کو کو کر تو ہین اہل وطن کے پانوں
قوم ہنود پوجتی ہے برہمن کے پانوں
آنکھوں سے ہم لگائیں امام زمر کے پانوں
جب تک نہ سر چلے رہ الفت میں بگو پانوں
ہیں اشتیاقِ دشت میں باہر کفن کو پانوں

گرفت سیر دیکھو داوس گلبدنگو پانوں
کیونکر تجھے چمن نہ کہیں ای بہار حسن
دیوان میں میری عالم بالاکسی سیر ہے
کیونکر نہ خاک وادی غربت کی چھانٹے
گرہ جو پای شیخ کو پوجین عجب نہیں
آنکھ وہ دن قریب آہی کہ شوق سے
تا خاک پای یار رسائی محال ہے
مدفن میں بھی ہو دشتِ دل پر حال پر

جست نہ نکلیں آہوی دشت ختن کے پانو
 جو ہر شناس چوتی ہیں اہل فن کو پانو
 آلودگی میں بہتے ہیں زراعت و زغن کو پانو
 وحشت و سیر کی پانو بنائی ہرن کے پانو
 دھو کر پے ہیں غالب شیرین سخن کے پانو
 جو بھل نہ ہیں ایسے کہ ہیں لاکھوں کو پانو
 اوسنے رکھا جو دھوکا نذر لگن کے پانو
 کوئی برس جبے نہ بہا رحمن کے پانو

حلقے تمہارا گیسو مشکین کو میں وہ دام
 پاپوش جو قدر نہیں پیش بے ہنر
 تا پاک اختیار کریں راہ پاک کیا
 صحرا میں جست و خیز کا عالم نہ پوچھئے
 کیونکر مزہ نقد مکر کا دے کلام
 جا کر تری گلی سے پھر آنا محال ہے
 پانی لگن کا چشمہ بخورشید ہو گیا
 تھوڑے ہی دن کو بعد لگا ہوا چل صلاؤ

ہے کچھ نہ کچھ تو سننے غرض اور تمہیں
 یوں دیر میں جو دابتے ہو برہمن کے پانو

ولہ

کس خرابی سے کٹے چار پہر مت پوچھو
 اپنی حالت جو ہوئی وقت سمرت پوچھو
 غیر کے سامنی لوگوں کو مر اگھر مت پوچھو
 اپنی بیمار محبت کی خبر مت پوچھو

رات کیا کیا نہ بڑھا در و جگر مت پوچھو
 کچھ نہیں جان بڑکبا و نہ ہوئے ہم رخصت
 چھوڑ دینگے مری کو چہ سودہ آنا جانا
 کیا خبر پوچھتے ہو آہی چلی اوسکی خبر

اب ہمیں تاب نہیں بار دگر مت پوچھو
 رات جس ننگ سے وہ آؤ نظر مت پوچھو
 مجھے اس اہل جہان میری ہنر مت پوچھو
 کتنے عشاق گویا جانے گذر مت پوچھو
 ہم یہ جیسی ہے عنایت کی نظر مت پوچھو
 میرا کیا حال ہے تم وقت سفر مت پوچھو
 جیسے وہ غیر سے ہیں شیر و شکر مت پوچھو
 داغ دل میری تم ایو رشک فر مت پوچھو
 جیسے طوفان میں میری دیدہ تر مت پوچھو
 غم کس ننگ سے ہوتی ہو بسر مت پوچھو

ہمدرد کہہ تو چکے حال دل خون گشتہ
 محفل غیر میں مرے کے چہرہ گلشن
 جان لو اہل ہنر کیلئے قسمت ہی شرط
 منزل عشق سے کوئی نہ سلامت نکلا
 چہرہ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا بن
 دراز در نہیں اپنی گذر جانے میں
 کیوں نہوں تلخ مری زبیت غم فرقت سے
 ہر شب ہرے سو دل غم کی بین دل پر
 حضرت نوح جو ہر آواز تو بلا میں پڑتے
 دل ہو سو تکرے تو مرگان میں ہوں جونی

کچھ خدا جانتا ہے جیسی بسر ہوتی ہے
 زندگی کے سبب سے اثر مت پوچھو

شام غربت سے تر صبح وطن ہے ہمکو
 غم فزا نغمہ مرغان چمن ہے ہمکو
 تنگی حلقہ دم بند رسن ہے ہمکو

وضع اجباب جہان وجہ محب ہمکو
 سیر گل باعث اندوہ و سخن ہے ہمکو
 دست خنم گشتہ یاران زمان گرد گلو

خضم دیرینہ بسر خچ کہن ہے ہمکو
 زخم درتہ پے فریاد دہن ہے ہمکو
 لطف دیدہ حلب سیر ختن ہے ہمکو
 بیہ تن پہ جنون مثل کفن ہے ہمکو
 صورت شمع کہاں تاب سخن ہی ہمکو
 کرم سنجیہ توبہ شکن ہے ہمکو

کیون نہ دوداغ کسی ماہ چین کا دل پر
 بستہ کرتی ہیں بہ اخفا و جفاے قائل
 پرتو گیسو و مشکین سے یہ آئینہ دل
 شوق عریانی و بیچارگی ضعف سو آہ
 اشک ریزی سوتری بزم میں یا غیرت
 دشمن توبہ بہر فصل بہاری واعظ



جو اجاب متناسیاحت سے اثر
 قصد ترک وطن سیر دکن ہے ہمکو



کہ ہونا زجبہ خریدار کو
 بہت ہم ترستے تھے دیدار کو
 ہم اقرار سمجھینگے انکار کو
 اذیت نہ دودل کے ہمیں ار کو
 نہ پہونچا میری چشم خونبار کو
 غشی لگ گئی بلبس زار کو
 جگہ دیتے ہیں پانوں میں حنار کو

وہ جنس و فہم لے یار کو
 بھلا اب تو دل میں نظر آئی آپ
 جو برعکس ہے آپکا قول و فعل
 دوایا کیا پلاتے ہو اے ہمد سو
 بہت ابرو تا چہرا ملک ملک
 چمن میں جو نالے ہمارے سنے
 بری ہیں عداوت سے اہل طریق

خدا بخشتا ہے گنہگار کو

ڈراؤ سزا عظمیٰ کے ہم کیا ڈرین



اثر بے زری میں کرورہن مے
تم اپنی فضیلت کی دستار کو



ہے یہ یقین کہ پھر کسی تدبیر سے نہ ہو

باہر صدابھی خانہ زنجیر سے نہ ہو

جو ہو تری نگاہ سے شمشیر سے نہ ہو

خوشتر صد امین یار کی تقریر سے نہ ہو

بیش کا کام دیدہ تصویر سے نہ ہو

جیتک کہ بستہ زلف کی زنجیر سے نہ ہو

جو کام دل کا آہ کی تاثیر سے نہ ہو

لازم ہے راز عشق جنون میں نہان سے

چاہے تو اک جہان کو کر دل میں غرق ہو

مطرب دکھاے لطف مزامیر حسب قدر

چشم مجاز دید حقیقت نگر سے

دیوانہ اوس پری کا مقید نہ ہو سکے



پچھ بکے عقدہ تقدیر ہے اثر
واکوی طح ناخن تدبیر سے نہ ہو



دل کی الجھن بڑھتی ہے جب زلفوں کو سلجاؤ تو

کیسی ہی روبات کہو تو کیونکر وہ نہ کھلائی ہو

حضرت دل تم اپنی کوس سے آخر کو چپاتی ہو

آئی ہو تو ٹھہر و صاحب زریہاں کیا آئی ہو

الجھی سلجھی رہی دو کیوں آفت سر پلائی ہو

چھپ چھپ کر تم رانکو صنایغ و نگر گھرجاتی ہو

سننے ہو کبات کیلی اپنی ہٹ پرستی ہو

دلت پر تو آئی ہو ہم دیکھ لین تکو جی بھر کر

غیر دنیا گھر جاز سے تم فرصت کب کھوپا آتی ہو
جاگڑ کسکی سنگت میں جو نیند کو اتروا آتی ہو

کیسا آنا کیسا جانا میرے گھر کیا آؤ گے
آنکھیں چھکی جاتی ہیں متوال کیسی صورت سے



دل سے اثر کیا کہتے ہو ہو جان کا سوا عشق



تم بھی تو دیوانی ہو دیوانی کو سمجھاتے ہو

کیا بڑی تھی مری جان اگر رکھتے تو
لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو
آید فضل بہاری کی خبر رکھتے تو
عشق کرتے ہی نہیں موت کا ڈر رکھتے تو
آبرو اسکی تم اسے دیدہ تر رکھتے تو

اپنی عاشق پہ عنایت کی نظر رکھتے تو
پہ شمشیر جفا شوق سے سر رکھتے تو
کیا اسیرانِ قفس سیر کو خوانان ہوتے
تو ڈراتا ہی ہمیں تیغِ ستم سے قائل
مجرم عشق ہی دل تھا مگر مایہ ناز



دیکھے دل ہو گئے بیدل یہ کیا کیا تمنو



مال کھوٹا ہی ہے تو بھی اثر رکھتے تو

کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو
نیچی نظر سے دیکھتے ہیں آسمان کو
ہم دیکھتے ہیں صانع مطلق کی شانگہ
زینت نہ ہو بغیر لیکن کے مکان کو

ہر دم جو تیغ کھینچتے ہو امتحان کو
اللہ ری ساکنانِ درِ دوست کا فرغ
زادہ بتوں کی دید سی تو بدگمان نہ ہو
وہ دل ہی بیفروغ جو ہو عشق سے تہی

مضمون کو اوج ہے مری فکر بلند سے
پہنچی زمین شعرا اثر آسان کو

رویت کا ہوز

سوئی کی طرح کرتی ہیں ہر دم سوال آنکھ
لائیں کہاں سے طاقت دیدِ جمال آنکھ
بیوجہ عند لیب نہ مجھ پر نکال آنکھ
خسینغم کو رنگ کھتی ہیں خونی شغال آنکھ
بِراختیار اوتھتی ہیں سوئی ہلال آنکھ

رکھتی ہیں بسکہ حسرت دیدِ جمال آنکھ
نہ تب تک دیکھ سکتی ہیں ای و ذوالجلال آنکھ
سیرت میں کو آیا ہوں لکچین نہیں ہونین
تو ز جنون وہ دشت دکھایا مجھ جہاں
مشتاق کیوں نہ نخلق ہوا برویاری کی

لب ہی سوا و اثر نہیں اظہار غم کی شکل
چہرہ ہی عرصہ رخ و بیانِ ملال آنکھ

قدرتِ حق دیکھتا ہوا اپنی گھر میں آئینہ
بنگیا آنسو کا قطرہ چشم ترین آئینہ
اگیا ہر سو نظر دیوار و در میں آئینہ
جسطح رہتا ہی حیران اپنی گھر میں آئینہ

کیوں رہی حیران نہ دستِ سیمبر میں آئینہ
موجِ حیرت کس قدر اپنا دل مخزون ہوا
روی جانان جس مکان میں ہو گیا پر تو
اوس کو گھر میں ہی حیران کھڑی رہی ہیران

دیکھ اے قاتل صفا و حسن کی تاثیر سے
جسے دیکھا تو تری رویہ صفا کو صنم

صاف خنجر بنگیا تیری مکر میں آئینہ
سنگ خاک کو دوسے اپنی نظر میں آئینہ

یون ہی گرا و سکی سیر بجنی ترقی پر رہی
کیون نہ بن جاوی تو ادستِ اثر میں آئینہ

بلبل ہی نفس میں بلا و محن کیساتھ
ہو دل کو ربط اک بہت شیریں کن کیساتھ
ہم کعبہ و کشت کو جھڑے سے پاک بن
ہو آشیان بھی صورتِ آبادی چین
قاتل نہ آیا باز ترا خنجر مرزا
واعظ نہ میری سانسے سر گرم و عظ ہو
اکدن ضرور آہ کا عالم دکھائے گا
جو تک چکٹ بنا و خطا ہی خطا ہو یا
سحر ایسین نہ قیس کو ہمد بنے رہی
رسل سو ربط اعلیٰ کو ہوتا نہیں مٹام
کھینچوں جو گرم نالہ ترے قد کی یاد میں

گل آئے بھی گئے بھی بہا چمن کیساتھ
کیون کرتہ آسے ذکر مرا کو کون کیساتھ
تیری طرف میں شیخ نہ میں برہمن کیساتھ
کیون لاگ باغبان کو ہر مرغ چمن کیساتھ
دل پر میں ختم تازہ بھی ختم کہن کیساتھ
نسبت نہیں چہم کو دل کی چلن کیساتھ
چشمک پرانی دل کو ہر جرج کہن کیساتھ
تشبیہ تیری زلف کی مشکِ ختن کیساتھ
صحبت بنا ہی کوہ میں بھی کو کہن کیساتھ
دوروزہ روح کو ہے تعلق بدن کیساتھ
قمری بھی جلکے خاک ہو سو چمن کیساتھ

ہے اوسکا بانگنیں بھی عجب سا دہن کیساتھ
 رہتا نہیں ہما کبھی زناغ و زغن کیساتھ
 آخر پڑا معاملہ دار و رسن کے ساتھ
 رہتا ہے اسکو ایک بتِ دانشگن کیساتھ
 ہم نالہ کش چمن میں بن مرغ چمن کیساتھ
 کیونکر ہو آدمی کو محبت وطن کیساتھ

بے تیغ قتل کرتا ہے برنا و پیر کو بڑ
 کرتا ہے اجتناب رز دیلو سے ہر شریف
 منصور و تجھکو اپنے کلام فضول سے
 اللہ خیر کیجو نازک بہت ہے دل
 گلگشت میں بھی چین نہیں اہل درد کو
 اہل وطن میں جب نہو مہر و وفا کا نام



دست جنون کو شغل پس مرگ و اثر



ہو گا کفن کیساتھ جو ہی پیرین کیساتھ

اپنی سرشار کو احوال تو زنجیر سے پوچھ
 کچھ کھلے ہیں تری شمشیر شمشیر سے پوچھ
 قیس کا حال ہے کیا قیس کی تصویر پوچھ
 ہو دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پیر سے پوچھ
 کیا مزا ہے تری غم میں دل لگیر سے پوچھ
 کسے تیری زبان لیتا ہے گلگیر سے پوچھ
 ہم تو سب کام کیا کرتے ہیں تیر سے پوچھ

دل سے کیا پوچھتا ہے زلف گرگیر سے پوچھ
 میری جان بازی کو جو ہر سے نہیں تو واقف
 پرسش حال کو جاتی ہے کہاں ہی لیلے
 واقف راز نہیں پیر مغان سا کوئی
 واقف لذت آزار نہیں ہر کوئی
 اگر نہیں گرمی الفت تو دہن میں ہاؤ شمع
 اٹھی کیوں پڑتی ہے تیر بتاؤ کوئی

پوچھنا ہے تبھی جو کچھ مری تقدیر سی پوچھ

مجھے اسے دادِ محشر ہی پر پیش کیسی



یوں تو اوستاد فنِ شعر بہت گز رہے



کسکو کہتے ہیں غزل گویا شہر سے پوچھ

یتاب بن مرغانِ نفس اور زیادہ
 بڑھتی ہو نجاست سے گس اور زیادہ
 جبے چلے دلن بجے دلن اور زیادہ
 آئی لگی آواز جرس اور زیادہ
 ارشاد کی حاجت نہیں بس اور زیادہ
 عمر اپنی ہوئی چند نفس اور زیادہ
 یاد تو اسے ابر برس اور زیادہ
 تو اپنی کمر مچھپ نہ کس اور زیادہ
 کہتے ہیں وہ ہنسکر کہ ترس اور زیادہ
 لازم ہے کہ گشت عس اور زیادہ
 ہمیں سے ہوتیز فرس اور زیادہ
 دنیا میں رہیں چند نفس اور زیادہ

ہے جوش بہار آکے برس اور زیادہ
 زہ ہو زہ پڑھتی ہے ہوس اور زیادہ
 کر دیکھے بوسوں کو عدد میں مری جان
 ہوشیار ہو مجنون کہ قرب آگئی یلے
 کیا ذکر عدد و سعی غرض بوجھ گئے ہم
 کیا جاویں سرت ہو اگر عمر عدد سے
 جاویں بھی وہ بت آج تو جایا نہیں جا
 میں تیری نزاکت ہو ڈراجاتا ہوں قاتل
 جب پڑ ترسنے کو بیان کر تو ہیں آد
 ترکان حسین دزدی ل کر تو ہیں گھر گھر
 بڑھتی ہو سوا غم سے طبیعت کی روانی
 ہر پر و جوان کو یہی ہوتی ہے تمنا



پیری میں اثر شامت اعمال سے اکثر
ہوتی ہے جوانی کی ہوس اور زیادہ

یاسے تھماتی

جس چیز کی طالب ہو طبیعت نہیں ملتی
ہے کون سا وہ کام کہ اجرت نہیں ملتی
زلفوں سے شب تار کی رنگت نہیں ملتی
بدرج سے جان کو راحت نہیں ملتی
اوی باد صبا تیری طبیعت نہیں ملتی
ظالم مجھے دم لینی کی فرصت نہیں ملتی
اب تیری جفا میں بہن لذت نہیں ملتی
کیا تھکواذیت میں اذیت نہیں ملتی
اس سخت کلامی سے توجہت نہیں ملتی
بیچارہ و نکو فریاد کی رخصت نہیں ملتی
کچھ کیجئے مزدوری الفت نہیں ملتی

دولت نہیں ملتی ہو کہ عزت نہیں ملتی
شاہد کو کہا کسے کہ جنت نہیں ملتی
پنجرہ سے تری چاند کی صورت نہیں ملتی
مدت سے جو دل ہو تری بیداد کا خوگر
آتی ہے مگر اوس گل رعنا کی گلی سے
ہے وار پیاپے جو تری تیغ جفا کا
کیا غیر ہوا طالب آزار ستگر
ایذا کا طلبگار رہتا کرتا ہے او دل
رند و نکو بڑا کہتے ہو چپ بھی رہو واعظ
کیا ظلم ہے صیادا سیران قفس پر
ثابت ہوا فریاد تری کو کہنی سے

اغیار سے خالی تری صحبت نہیں ملتی	سینہ تو مر از محبت سے بھرا ہے
کیا سیر کریں سیر کی فرصت نہیں ملتی	گلزارِ جہان سیر کو قابل تو ہو لیکن
جب گم شدگی کو مری تربت نہیں ملتی	کیا کوئی بتاؤ کہ میں آخر کو ہوا کیا
پہلو کے بدلنے کی بھی طاقت نہیں ملتی	اب بتر غم پر ترے بیمارِ جنت کو بڑ
افسوس کہ اب مجھ کو وہ ساعت نہیں ملتی	دل کو نسی ساعت میں دیا تھا تجھ کو ظالم
جب تک کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی	دل کو کبھی ہوتا ہی نہیں دل سے تعلق
بڑ عشق علی فقر کی دولت نہیں ملتی	اکسیر سمجھ خاک در شاہِ نجف کو
اثباتِ دہن پر بہنِ حجت نہیں ملتی	اے فلسفی کچھ عقل لڑا ساتھ ہمارے
سرکار میں دو پیسہ کی خدمت نہیں ملتی	اس عہد میں کیا حال بڑا ہر شرفا کا
دوخواہ مگر کوئی بھی نسبت نہیں ملتی	تشبیہ تو دین چاند کو چہرے سے تمہارے
کچھ آپ سے اور خضر ہدایت نہیں ملتی	صحراے محبت میں دل گم شدگان کو

	کیا حال دل زار اثر تجھ کو سناے	
	بیچارے کو گفتار کی طاقت نہیں ملتی	

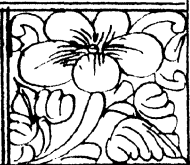
دورانِ زخم کھلے شور مہ جہا کے لئے	سمجھے دلِ نوزی یار کی جفا کیلئے
وفانہ تیرے لہجے نہ تو وفا کیلئے	تری سرشت ہے اے یارِ بیوفائی کی

بتو نے عشق کر رکھیوں کو ہی خدا کیلئے
 عذاب اور کوئی گڑھ مری سزا کیلئے
 یہ عرصہ اور کہاں نالہ رسا کے لئے
 بہانہ چاہئے کچھ آمد قضا کے لئے
 ہلی زبان نہ کبھی عرض دعا کے لئے
 بہار شوق میں گل نو قدم صبا کیلئے
 نکالا اپنے یہ رخ نیا حیا کے لئے
 بنا دی تیر سے روزن کوئی ہوا کیلئے
 جو خاک چھانڑی پھر تو میں کیسا کیلئے
 ضرور جسم نہیں روح کی بقا کیلئے
 ستم روا نہیں رکھنا کوئی گدا کیلئے

جہان کی خیر نہیں حال عاقبت معلوم
 جہیم کیا ہو گنہگار عشق کو واعظ
 نکل کر جاو جو سینہ سے پھر کہاں جاوے
 رقیب آیا ہے لیکر پیام دلبر کا
 گئی نہ عشق حسینا نہیں اپنی خود داری
 خبر جو لیگی گلشن میں تیری آمد کی
 مری طرف سے عدو کی طرف کیا سنہ کو
 طپان ہو محبس سینہ میں اپنا دل قائل
 اوٹھیں خبر نہیں اکیسہ کساری کی
 مدار عالم اعلیٰ نہیں ہے اسفل پر
 نہ اپنی در سو اوٹھا مجھ کو ایشہ خوبان



زبان کھلی ہی نہیں صفا بل سوا شر
 اوٹھا سر رینگے ہاتھو نکو ہم دعا کیلئے



کشتی مری نجات کو ساحل سے جا ملے
 چلاے ہم کہ ہمکو دل مبتلا ملے

یارب ترے کرم کی موافق ہوا ملے
 روز ازل جو پوچھا گیا کس کو کیا ملے

خوگر ہو جسکے ناز کا وہ اے خدا ملے	خوڑو تے دل کو لطف پس مرگ کیا ملے
جنت میں دل دکھانیکو وہ بیوقا ملے	یار بے ہی سزا ہمیں روزِ جزا ملے
وہ غیر کی گلی میں ملے ہی تو کیا ملے	منا اسی کو کہتے ہیں اے بخت نارسا
آنسو میں لخت نامی دل زار آملے	آیا خیال میں جو تیرا خنجر مڑھ
کیا ای جنوں اسی کیلئے دست پاملے	جاسمہ کو تار تار کروں دشت میں بھرون
ایسی کو می شراب ہمیں سا قیا ملے	بدست جاؤں داوڑِ محشر کے سامنے
حضرت مجھے تو آپ بڑے باخدا ملے	اس اتقا پہ شیخ جی حورو نکا اشتیاق
آنکھوں میں رکھ لیں خار اگر زیر پا ملے	دشمن کو دل کو بھی نکرین با پمال ہم
تجھ کو یہ عذر کیا ہے کہ عذر جفا ملے	ظالم تری جفا میں نہیں عذر کچھ ہمیں



عجالت سوز فغانِ عدم کی ہم ای اثر
پیچھے تو رہ گئے تھے مگر اونسے جا ملے



وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی	واحسرا تو وہ زم وہ صحبت نہیں رہی
ہم کو بھی اونسے جاے شکایت نہیں رہی	جب دوستوں کو ہے محبت نہیں رہی
اچھا ہوا علاج کی حاجت نہیں رہی	کارِ سچ شدت آزار نے کیا
کس دن تری گلی میں قیامت نہیں رہی	واعظ کا ہو بیان کہ آئیگی ایک روز

دل احتیاط وضع سوا آہ تنگ تھا | اب شاد ہو کہ ضبط کی طاقت نہیں رہی

دل کو غنی طلب سے کیا یاس نہ اثر |
 و احسرتا کہ وصل کی حسرت نہیں رہی

میکش تو اوٹھنے والی نہیں ہیں مزار سے
 یہ کم نہیں ہو مھکو عذاب فشار سے
 شاخیں نہ بچھٹ پڑیں کہیں بھولو گوار سے
 یا انوسیم آتی ہے دشت تار سے
 دل بلبلیوں کو جانی لگے اختیار سے
 اپنی خزان بھی کم نہیں فصل بہار سے
 مجنون کفن کو مچھاڑ کر نکلے مزار سے
 ڈرتی ہیں خار دشت مری جسم زار سے
 ای دل کو ہی مکان نہیں بہتر مزار سے
 مر نیلے بعد بھی نہ ٹلو کو سے یار سے
 ہوتا ہی شتر مسافر خدا شتر مسار سے
 مطلب کچھ خزان ہی نہ حاجت بہار سے

آواز صورت کون سنیکا خار سے
 لپٹا یا اوسنے غیر کو اپنی کنار سے
 امسال ڈر ہو جو شش فصل بہار سے
 لی ہو شمیم گیوے مشکین یار سے
 گلشن میں آمد آمد فصل بہار سے
 پیری میں دل کو ربط ہے اک گلزار سے
 ہو وہ سچ دم مری ایلی جو تم کہے
 کیا ہی کیا ہو خشک مجھے تو تواری جنون
 پھیلا کر پانچویں سوی لیتے جہان بشر
 ہم خاک ہو کر کو چہ جانان میں رہ گئے
 شرمندگی جرم دلیل نجات ہے
 آزاد باغ دہر میں رہ سرد کی طرح

مایوس ہونہ رحمت پروردگار سے

اسی دل تری مراد بر آئیگی ایک روز



کرتا ہوں ضبط آہ و کرنا ابھی اثر
جلنے لگے جہاں نفس شعلہ بار سے



کچھ نہ کچھ اوس سے جا لگا آئی
رات آئی کہ اک بلا آئی
نیند آئی اوسے تو کیسا آئی
میرے دکھ کی نہ جب دوا آئی
ورنہ جان لب پہ بار بار آئی
کسبے کو چہ سے اے صبا آئی
ہاں کیوں اہ سپہ اخدا آئی
یاد جسم تری ادا آئی

راہ پر کب تو اے صبا آئی
تیرے ہجو رنم زدہ کو چہر
سوت کا اشتیاق جس کو ہو
آپ سے اے مسیح کیا مطلب
سخت جانی ہے زندگی کا سبب
نکھت زلف عنبرین پھیلی
یون ہی آنا جو تھا طبیعت کا
صحبت حور میں کرینگے کیسا



پاؤں پر اوسکے تھا اثر کا سر
کہ اسی حال میں قصہ آئی



بیدی سے گور کا پہلو نظر آیا مجھے
اپنے دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے

غیر کے پہلو میں جسم تو نظر آیا مجھے
یار کے قابو میں دیکر اوسکو بے قابو کیا

گورے گوری گال پر صاحب نہیں خال سا
ملک انگلستان میں ہندو نظر آیا مجھے

رسوا جہان میں خلق میں بدنام کر چکے
تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے :

مرنے پہ بھی راجو یہی اضطراب ل
ہم بیقرار قبر میں آرام کر چکے :

بدنامیوں کا خوف اگر یوں لگا رہا
تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے

دل سیکو اگر دے ہوتے
کاش اسے رحم داور محشر
جب نہیں اس زندگی کیسی
سوزن خار تکو لازم بھتا
مفت مال گدا نہ لیتے آپ
یوں نہ بیکار ہم جے ہوتے
ہم گنہ اور بھی کئے ہوتے
کس توقع پہ ہم جے ہوتے
جیب و داماں مری سے ہوتے
لکے دل کچھ ہمیں دے ہوتے

کتنے کیونکر اثر بہار کے دن
نے سے تو بہ اگر کئے ہوتے

تھیں شرم ستم ہے کب کسی سے
کسی پر جب نہیں مرتے ہوا محض
تمہاری کیا سنیں اور واعظ شہر
یہ نیچی آنکھیں ہیں اوپر کے جی سے
میں باز آیا تمہاری زندگی سے
نہیں رندوں کو فرصت میکشی سے

ارم فردوس جنت ہین کہاوت | کوئی جاے کہاں تیری گلی سے



خدا کی یاد سے غفلت کہاں تک
اثر باز آبتون کی بندگی سے



دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
پھرہ گلشن کی طرف بلبلی شیدا دیکھے
جزین گل آئی نظر قطری میں دریا دیکھے
جسطح دور سے دریا کو پیا سا دیکھے
ڈاب میں عاشق و محنوق جو بچا دیکھے
اپن دل ہی میں جمال رخ لیلی دیکھے
کہ نہیں دشت محبت کو وہ رستا دیکھے
پھار کر پردہ محل مجھے لیلی دیکھے
اور کوئی دل بیتاب کو سمجھا دیکھے
کتنے آئی ہوئی ان آنکھوں میں فردا دیکھے
اوسکے کوچہ میں یہ ہنگامہ کوئی جا دیکھے
کب تک ایسا کیسا کوئی رستا دیکھے

آنکھ والا تری جو بن کا تماشا دیکھے
روے رنگین جو ترا او گل رعنا دیکھے
دل اگر دیدہ وحدت سے تماشا دیکھے
چشمہ لب کو تری دیکھتے ہیں یون عاشق
چٹکیان رشک نے لیں زمین ہمارا کمال
چشم مجنون ہی اگر پردہ غفلت او تھا جا
کیا رکھیں جنفر سے ہم چشم ہدایتی دل
میں ہوں یوقیس وہ مجنون کہ بچشم حیرت
تجھے ای ناصح نادان یہ سمجھنے کا نہیں
کوئی فردا بھی نہ فردا ی قیامت نکلا
مجھ کو ہنگامہ محشر کا یقین ہی واعظ
انتظاری میں ہوئی دیدہ گرایا نخصت



شہسواری سخن کا جسے دعویٰ ہوا اثر
تو سن طبع مری سامنے چکا دیکھے



پلاس پھول تو ہی بنے بن میں آگ لگی
خبرے بیل نادان وطن میں آگ لگی
کفن پہنتے ہی سارے کفن میں آگ لگی
ملک پکارینگے چرخ کہن میں آگ لگی
روان شیخ و دل بہمن میں آگ لگی
ترے لبوں سے عقیق میں میں آگ لگی
نہال آرزوی کو کہن میں آگ لگی
دماغ آہوری دشت سخن میں آگ لگی

نہ صرف گل کی بدولت چن میں آگ لگی
فروغ لالہ و گل سے چن میں آگ لگی
پس فنا بھی رہی جسم میں حرارت عشق
ہوا بلند اگر نالہ شریر افشان
بتوں کے شعلہ رخسار کی حرارت سے
نہیں رنگ فروزان ہو آتش غیرت
ہر ابھرا نہو کیوں نخل عشرت خسرو
جو بوی زلف کی گرمی صبا نے پہونچائی



مری کلام شرر بار کے اثر سے اثر
عدو کے دعویٰ شعر و سخن میں آگ لگی



روز جزا بھی ہر تجھے اسکی خبر بھی ہے
گلشن بھی ہو شراب بھی ہو اور تر بھی ہے
ای بلبیل اسیر تجھے کچھ خبر بھی ہے

بیداد کر رہا ہے کوئی داد گر بھی ہے
سامان عیش آج مہیا ہے میکشو
گلشن میں آمد آمد فصل بہار ہے

دارو درد دسر کہیں بڑو دسر مچی ہے
 زخمی کیسکے تیر کا دل بھی جگر بھی ہے
 سرزیر بار منت دیوار درد بھی ہے

راحت بغیر رنج میسر نہو کبھی بڑو
 کسکو کہوں کہ ناکو لگا پہلے ای مسج
 مشکو رنگ یزہ اطفال ہی نہیں



مقتل میں مری لاش کو سفاک دیکھ کر
 کہنے لگا کہ کشتونین ہی ہوا شرجی ہے



دل پر ہمارے داغ شب انتظار ہے
 سیر حرم سے دل جو مرا خار ہے
 نظارہ سوز عارض تابان یار ہے
 ورنہ قریب سر کے تو دیوار یار ہے
 اسی دل یہ کیا ہو کم کہ وہ غفلت شکار ہے
 داغ شب فراق چراغ مزار ہے
 دندان نمایہ خندہ صبح بہار ہے
 وہ بوچھتے ہیں غیر سے کما مزار ہے
 خورشید حشر سایہ ابر بہار ہے
 دل پر ہوا اختیار نہ قابو میں یار ہے

کب بعد مرگ حاجت شمع مزار ہے
 از بسکہ کاوش ستم گلخزار ہے
 برق فروغ حسن ہے ناکامی نگاہ
 کمزوری بدن سو ہے بیکاری جنون
 کبھی ستم سو ہاتھ جو اونسنے تو غم نہیں
 کسبِ دل حزن نہیں بیکار بعد مرگ
 خارِ خزانِ نوبائی جگہ روبرو گل
 ای رشک تجھے خوب ملی جھکو دامرگ
 بڑے ہی کیسا آتشِ حسرت کو التہاب
 کس بڑی میں ای مری مالک پڑی جان ہے



گر می مرے کلام میں کیوں کر نہ ہوا اثر
سوز غم درون سے نفس شعلہ یار ہے

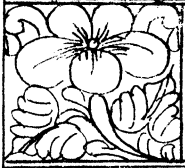


ہر دانت بھی غیرت وہ دُرّ عدنی ہے
فرنا دیہ بیکار تری کو کہنی ہے
ہو نوک مژہ یا کوئی برچھی کی انی ہے
ای رشک چمن کیا تری نازک ٹنی ہے
دل غنچہ کا پر خون ہو وہ غنچہ دہنی ہے
پا مال تری چال کا سرو چینی ہے
ہر آن مجھے مشغلہ سینہ زنی ہے
بڑی تیرو مری جان عجب جان پہنی ہے
اک آفت جا نگاہ وہ گردن زدنی ہے
ہو گا دھچی ناصح نادان شدنی ہے
مرنے پہ کفن ہو گی جوتن پر کفنی ہے
دل تیرے گدایان محبت کا غنی ہے
ای اہل وطن ہو کہ وطن ہو وطنی ہے

شرمندہ لبونے جو عقیق بینی ہے
شیرین جو تری قدر کرے ناشدنی ہے
خستہ ہو جگر زخمی ہو جان پہنی ہے
ہو بستر گل پر بھی تجھے چین نہ آرام
ہو غرق خجالت گل ترگا لونکے آگے
گر کبک ہو دارفتہ رفتار عجب کیا
کیا دیکھ لیا ہو کہ جسے دیکھ کے ظالم
لے جلد خراب تو برا حال ہے دل کا
پھر تا ہی او بھارے جو تجھے غیر سپہ رو
ہم ترک کریں یا نہ کریں یار سو ملنا
کام آئیگی اک روز غریب لوطنی میں
اسی پادشہ حسن تقاضا و طلب سے
دم بھر بھی نہ آرام سو رہنے دیا تنے

وہ بت جسے تو چاہتا ہے رام جنی ہے

اللہ کرے رحم ترے حال پہ اسی دل

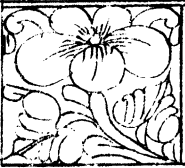


باتونین لگا لیتے ہیں شیریں دہنوں کو
حصہ میں اثر آپکے شیریں سچنی ہے



تو سر پر ہے ظالم جدھر جاوی کوئی
تری آنکھ سے جو اتر جاے کوئی
بجا ہو اگر تجھ پہ مر جاے کوئی
تمہاری گلی میں اگر جاے کوئی
تمہارے ڈرانے سے ڈر جاے کوئی
غضب ہوا اگر اونکے گھر جاے کوئی
رکھے ہاتھ پر اپنا سر جاے کوئی
عدم کی جو لائے خبر جاے کوئی
اگر اونکے گھر نامہ بر جاے کوئی
ستم زبردستوں پہ کر جاے کوئی

فلک تجھے بچکر کہہ مر جاے کوئی
پھر اُوٹھے زاشک چکیدہ کی صورت
قیامت کا قد ہے بلا کی ہیں آنکھیں
رہے خاک ہو کر اوسی سر زمین کی
کرم کا خدا کے یقین جب ہو واعظ
گلی میں تو اغیار کرتے ہیں جھگڑے
اگر کوے قاتل کا ہو شوق دل میں
یہ کہہ دو کہ ہم کو بھی ہمراہ لے لے
اوڑیں اوسکے پر زری وہیں خط کیصوت
خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے



جسے کچھ تعلق نہ ہو مال و زر سے
ستانے اوسی کیوں اتر جاے کوئی



اپنے ہاتھوں سے پلا دے ساقی
مجھے بیہوش بنادے ساقی
خم کا خم موٹھ سے لگا دے ساقی
میکشواب تمھیں کیا دے ساقی
اور توفیق خدا دے ساقی
کوئی واعظ کو بلا دے ساقی
زلف چہرے سے ہٹا دے ساقی
چشم میگون جو دکھا دے ساقی
تھوڑی سے موٹھ میں چوادے ساقی

جامے موٹھ سے لگا دے ساقی
غم مرے دل سے بھلا دے ساقی
ساعز و جام اوتھا دے ساقی
کر چکے حسانہ حمار تھی۔
رند بے زر کی خبر لیتا ہے
نشہ میں ذکر سنون حوروں کا
مے پرستی میں ہے گلشن کی حوس
مختاب بندہ میحسانہ ہو
ہوش آنے لگے جدم مجھ کو



کیا یہ ستانہ اثر کی ہے غزل
مے پرستوں کو سنا دے ساقی



عمر دور وزہ کو نافہمون ڈسجھا کیا ہے
عمر آخر ہوئی جینے کا بھروسا کیا ہے
کیا خبطا لب نیا کو کہ دنیا کیا ہے
مطلب اس عالم فانی کا خدا یا کیا ہے

سبب شور و شغف اہل جہان کا کیا ہے
عہد پیری میں طلب گاری دنیا کیا ہے
پوچھئے تارک دنیا سے برائی اسکی
ہاں بن سبکے بگڑ جاتی ہیں شکلیں کیا کیا

اور کچھ روز جین اسکی تمنا کیا ہے	لذت ہستی و اندازہ لذت معلوم	
	دل گرفتہ نہ ہونا سازی دنیا سے اثر ہے غلام شہ مردان تجھے پروا کیا ہے	
<p>شکل روزی کی اک تصوف ہے اوسکے اس روزگار پر ترف ہے او نے بندے کو بھی ترف ہے معرفت سے نہ کچھ تشرف ہے کیسا اسلام صد تاسف ہے دین کا دین ہی ترف ہے وہی اس عہد میں تصوف ہے شیخ کا مال بے تکلف ہے</p>	<p>شیخ کے حال پر تاسف ہے جسکی اوقات ہو تصوف پر جنگ و دعویٰ ہے حق شناسی کا نہ تو عرفان کے ادنین ہیں انداز کیسی حکم خدا کی تعمیلی ہے کون سے امر دین کو کہئے ہے دین احمد سے ہو جو باہر بات مال جو کچھ ہے یہ قوفون کا ہے</p>	
	اس ترف سوا اثر کوئی ہے اور کوئی نہیں ترف ہے	
<p>رہتی تھی غشی مجھ کو نہ دو دو پہر سی آنکھیں زما کرتی تھیں اشکو و تری</p>	<p>پہلے تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی اس گریہ ہر لحظہ سے ہول و ڈھٹا ہوں</p>	

لای کوئی باریک کہاٹے نظر ایسی
 پیدا کرے اوقات کی صورت بشری
 جزاقت حیدر نہیں اور دل سپری
 ایسا نہ دہن دیکھانہ دیکھی کم ایسی
 پیدا تو کرے پہلے صفائی گہرا ایسی
 رکھتا ہے صباحت کہاں روک سہری
 کہنا نہ وہاں بات کوئی نامہ لہری
 سوتا ہے کوئی نیند بھی اور بچہ لہری
 پائی ہو فلک تو کہاں عالی نظر لہری
 بی راہ تھی کس طرح ہوئی راہ پر لہری
 کیا لای صبا جا کر چین سے خبر ایسی
 اغیار پہ ہے چشم عنایت اگر ایسی
 امید نہ تھی تجھے نسیم سحر ایسی

تا دیکھ سکے یا ترتری موے کم کو
 دنیا کی خرابی ہونہ عقبی کی مسرت
 شمشیر حوادث سے جو انسان کو چپا
 جو کچھ کہیں شاعر انھیں اور یار بجا ہی
 کیا تاب کہ ہو یار کردانتوں کے مقابل
 ہے رنگ ترچہ ہر روشن کا زالا
 اغیار کر ہون کان کھڑے سنتے ہی جسکو
 چل نکلے تجھے چھوڑ کے ہم قافلہ تیرے
 ہم خاک نشینوں پر رکھے چشم توجہ
 ہوشان بند اور بت کبر و کی طبیعت
 مرغان قفس دگئے دم بھرن پھڑک کر
 ہم تیری جفا دیدہ نہیں دیکھ سکتے
 اوس گل و لکا آئیگی یوں میری طرف سے



ہے تمیر کے انداز کو خستہ جگری شرط
 لائے تو کوئی پہلے طبیعت اثر ایسی



کم نہیں منقار موسیقار سے
 ہو گئے ہم نرگس بمبار سے
 کون جاے خانہ خمار سے
 آے اسی دل یان تری اصرار سے
 سی دی اے غم آنسو نکلے تار سے
 ہو گئے ہم نقش بردیوار سے
 آئینہ عکس خطر خسار سے
 تو نے بلبیل نالہ ہاے زار سے
 زہر ٹپکا لعل شکر بار سے
 نیند میرے دیدہ بیدار سے
 قیس میری وادی پر خار سے
 کئے جھانکار وزن دیوار سے
 قصہ مجنون زبان خار سے
 سر کو ٹکرایا کیسا دیوار سے
 ہے مشابہ میری جسم زار سے

خانہ شرح آہ آتشبار سے
 حسرت دید رخ دلدار سے
 ابر آے جھومتے کہار سے
 کام کیا تھا ہلکو کوے یار سے
 دیدہ گریبان تو یوں رکتے نہیں
 جوشش حیرت سے کوے یار میں
 سبزہ نوخیز کا تختہ بنا
 بھر دئے ہیں گوش گلہائے چمن
 تلخ باتیں کین نہیں بیدرد نے
 بنکے عنقا ہجر کی شب اوڑ گئی
 کانپتا ہے بید مجنون کی طرح
 ذرہ ذرہ غیرت خورشید ہے
 دشت میں ہر شب سنا کرتے ہیں ہم
 تیرا بیمار محبت نزع میں
 اے بت نازک تری پتلی کمر

ہوں وہ بلبیل ہڈیاں میری جو کھا
نغمے زانغ کی منقار سے

غم میں تنہائی ہے راحت اس اثر
کیون نہ بھاگوں صحبت غمخوار سے

مر گئے ہیں صد مہ برق پر نور سے
اسے ستم بنا ہماری قبر سنگ طور سے

ای کلیم اللہ اوس بت کو رخ پر نور سے
اپنی داغ دل پہ کوروش چراغ طور سے

اس سے پروانہ جلو اوس سے جلو انسا نکال
شمع کو نسبت نہیں تیرے رخ پر نور سے

نستی فصل بہاری کو اثر سے ہو گئے
سجہ زاہد کو دانہ انگور سے

اوپری سایہ تری وحشی کو صحرا میں نہیں
مثل مجنون بھاگتے ہیں سید مجنون سے

کسکے دل میں ناصحا عشق حسین ہر تباہ نہیں
دلکو بہلاتا ہوتا ہر زاہد بھی خیال جوڑ سے

برق سے کچھ کم نہیں حد میں ابوسفالک آج
توڑ کیا شمشیر کی ہر تیز سنگ طور سے

کس قدر یارب ہوا ہے یادہ گوی کو دریا
ہیں انا الحق کہنے والے سیکڑوں منصور سے

بُعد سے بس پانہیں ہو تو گرم میں اہل دل
راہ ملتی ہے مسافر کو چراغ دور سے

کیا فروغ ظاہری سے فائدہ باطن کو ہے
گور کی ظلمت نہیں جاتی چراغ گور سے

عشق کا آزار ہوتا ہے سراسر جان گسل
ہاتھ اٹھایا اس اثر میں دل زنجور سے

دم گھسا جاتا ہو دے رخصت فرما دیجھے
 فصل گل آئی ہے کر قید سو آزاد مجھے
 قید سو تب کیا صیاد فی آزاد مجھے
 لئے جاتا ہے کہاں ادول نالشا د مجھے
 مکتب عشق میں کہتو رہے اوستا د مجھے
 اس سو مقصود نہیں شکوہ بیداد مجھے
 بیڑیاں پانوں میں زکار میں ہدا د مجھے
 اسی سنگر نہیں جب عادت فرما دیجھے

طاقت ضبط فغان بنہیں صیاد مجھے
 ہو سیر گلستان ہوئی صیاد مجھے
 کر چکی جب مری پرواز کی طاقت پرواز
 راہ عجلت کو نندی کام نگر بے سوچنے
 لیکن مجھے نہ سبقت کبھی قیس فرما د
 نالہ کرتا ہو تقاضاے جفا کے تازہ
 کوئی جانان سی نہ لیجاوی جنون صحر اکو
 داوڑ حشر سے کیا داد جفا کی اسیدر



خون بہا لیتا ہوں جت ش جنون ہوتا ہے
 خار صحرا ہے اثر نشتر فساد مجھے



تجھ کو واعظ خدا خراب کرے
 لطف فرمائے یا عتاب کرے
 بات کی بات میں خراب کرے
 ذرہ کو رشک آفتاب کرے
 بحر سے ہم سہری جناب کرے

اس رحیمی پہ وہ عذاب کرے
 سب ہی موقوف اوسکی مرضی پر
 لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے
 کچھ نہیں ددراد سکی قدرت سے
 زور گردے وہ نالو انون کو ۛ

<p>ترک کیونکر کوئی شراب کرے کوئی کیون حسرت شباب کرے مشق گریہ ابھی سحاب کرے انہن کیا کوئی انتحاب کرے تیرا سوچتہ ہے کہ تو جواب کرے</p>	<p>بجو دمی کا بھی ایک عالم ہے حسرتوں کے ہجوم کا ہے وقت دیدہ ترین اور بابت ہے سب بتو گناہ ہے ایک ہی انداز سوچ نہ لگ دن لبونکے اے غنچہ</p>
--	--



اے اثر تیرے شور نالہ سے
 کس طرح کوئی شب کو خواب کرے



<p>ہو ایاں کی ناساز پا کر چلے ہمیں خاک میں کیوں ملا کر چلے وہ جب آئے ہکھورولا کر چلے وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے قیامت کا عالم بپا کر چلے ہمیں آپ ایسا برا کر چلے تو بیکار گھر سے نہا کر چلے حق عاشقی ہم ادا کر چلے</p>	<p>دل اس باغ سے جو اٹھا کر چلے وہ مردوں کو زندہ بنا کر چلے کسی ڈھب سے دلوں دکھا کر چلے موسے پر بھی ہم سو ہے اونکو غبار گے سیر گور غریبان کو جب دنیا کے قابل نہ دین کر ہے جو تھا خاک ہی ہم پر یوں ڈالنا کہے جان و ایمان تجھ پر نشار</p>
---	---

ہمیں اپنا بندہ بنا کر چلے	نہ آیا اونھیں کچھ بھی خوفِ خدا
جو کرنا تھا ہم اے خدا کر چلے	ملائے سفر سے اعمال کو
ہمیں ان ترانی سنا کر چلے	ہم عاشق ہیں موسیٰ نہیں ہیں جو آپ
جھنیں آپ بالابتا کر چلے	پیہر تھے پیارے عاشق نہ تھے
جو وعدہ کیا تھا وفا کر چلے	چلے کس لئے آتے ہی جان من
یہ کیا آئے تم اور آ کر چلے	جو ایسا ہی جانا ہوا تم تھے کیوں
بہت درد دل کی دوا کر چلے	افاقہ کی صورت نہ کوئی ہوئی
اعادت کو آے دعا کر چلے	نہیں وقت اب تو دوا کا کہ لوگ
بھلا کر چلے یا بڑا کر چلے	ترے پاس اب تو چلے اے کریم
نہیں اسکی پروا کہ کیا کر چلے	سہارا ہے تیرے کرم کا ہمیں



اثر باغ دنیا سے گل کی طرح
جو ہوز بکف زر لٹا کر چلے



وہی اگلی بہار باقی ہے
اپنا کیا اعتبار باقی ہے
اک ترا انتظار باقی ہے

جیسا تھا حسن یا رہا باقی ہے
روز کہتا ہوں تجھ پر مٹا ہوں
دم نکلنے میں کوئی دیر نہیں

تھوڑی فصل بہا رہا باقی ہے
اب تجھے کیا غبار باقی ہے
دل کو کیا انتظار باقی ہے
سیکشی کا خسار باقی ہے

اب بھی لیچل چین میں اے صیاد
کراچکا میری خاک تک برباد
قبر میں پیٹھ کیوں نہیں لگتی :-
وہ عروج نشاط بزم کہاں



اور کوئی نشان اثر کا نہیں
کچھ نشانِ مزار باقی ہے



ساتھ بازار کا بازار لئے پھرتی ہے
سہرہ کو چہ و بازار لئے پھرتی ہے
جستجوئے کمر بار لئے پھرتی ہے
آج تک حسرت دیدار لئے پھرتی ہے
مشعل آہ شب تار لئے پھرتی ہے
چونچ میں گل کی جگہ غار لئے پھرتی ہے
تمکو اے کافر و دیدار لئے پھرتی ہے
ساتھ میں گرد کی دیوار لئے پھرتی ہے
دخت رز شیخ کی دستار لئے پھرتی ہے

خس کی جنس خریدار لئے پھرتی ہے
درد حسرت دلدار لئے پھرتی ہے
عدم آباد میں آئین کا سبب ظاہر
دیکھا ای جان جہاں شمس فرودزات
دل سوزان ہو نہیں کوئی نشانِ ظلمت
آؤ ہی فصل خزان بلبل شیدا بہکی
دیر و مسجد میں تناسے زیارت کسکی
دشت میں قیس کو کیا آؤ نظر جب لیلی
دور ساغیرین نہیں کف سر راہ ساتی

بیستونے بھی گران بار لئی پھرتی ہی
 اپنی سر باد صبا بار لئے پھرتی ہے
 ساتھ میں قیس کو ناچار لئے پھرتی ہی
 خون میں ڈوبی ہوئی منقار لئی پھرتی
 برگ گل چونچ میں بیکار لئی پھرتی ہے
 صورت مرغ گرفتار لئے پھرتی ہے
 ساتھ محشر تری رفتار لئے پھرتی ہی
 سر پہ الزام کا کہہ سار لئے پھرتی ہی
 گردشِ حرج ستمگار لئے پھرتی ہے
 اپنی کتون کو یہ مردار لئے پھرتی ہی

خون فرہاد سے بیچیں ہو روح شیرین
 گل سو کیوں کہتہ ہیر دیتی ہے پیامِ بلبل
 مانتا ہی نہیں سیلی کی کرے کیا سیلی
 صدمہ پہونچا کسی گل کو کہ چمن میں بلبل
 کشتہ ناز کی تربت نیلیگی بلبل
 طاہر دل کو ہواے خم زلف صیاد
 جنبشِ باپو ہے اندازِ قیامت برپا
 کو کہن خود تو سبکدوش ہو اپر شیرین
 دشتِ غربت میں نہیں پھرتا ہونجِ آواز
 ساتھ دنیا کا نہیں طالب دنیا دے



حسرت دیدارِ حضرت آتش کی طرح



پیشِ روزن پس دیوار لئے پھرتی ہی

او محض اپنے اعمال ماہی آگئے
 ہمیں دیکھ کر آج شرم آگئے
 ہم اپنی کئے کی سزا پاگئے

فسانہ مرا سنے گھبرا گئے
 وہ کلِ غیر کی دید کو کیسا گئے
 عذابِ شبِ ہجر زاہد بنو چھہ

میری لاش کے ساتھ اعدا گئے
 وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے
 خدا جانے کیوں دکھو یوں بھاگئے
 سر طور بیکار موسے گئے
 عجب کیا جواز اہد کو یاد آگئے

ستم تو فی مردے پہ جائز رکھا
 جنسین لوگ رہتے تھے گھبرے ہوئے
 بتو دشمن جان و ایمان ہو تم :
 ہر اک سنگین جلوہ یار تھا
 کبھی تم بھی کعبین تھے اے بتو



اثر کو سمجھ لو کہ مہان ہیں اب
 یہی ہے کہ امروز فردا گئے



آدمی کو فکر عقبے چاہئے
 ہے جسے مرنا اوسے کیا چاہئے
 ہر قدم پر فضل مولے چاہئے
 نیک و بد کو خوب سمجھا چاہئے
 نفس امارہ کو مارا چاہئے
 کشتی مے سے کنار اچاہئے
 مر کے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہئے
 لذت غم کو چھپایا چاہئے

اس جہان کی کیا تمنا چاہئے
 کچھ نہیں درکار اسباب جہان
 راہ حق دشوار ہی دشوار ہے
 ہے سمجھ ہی پر مدار عاقبت
 کیا ہوا مارے اگر شیر و ہننگ
 غرق ہی ہوتے گئے اسکے سوار
 ہیں سفیدہ قول شیخ و برہمن
 غیر غمخوار ہے آمادہ نہو :

چاہئے غیروں کو جتنا چاہئے
اب وہ کیا کرتے ہیں دیکھا چاہئے
تجھ سا اک ہنگامہ آرا چاہئے
ان بتوں کا زور دیکھا چاہئے
خضر کے جینے پہ رو یا چاہئے

صبر میں پورا ہمیں پائینگے آپ
کر چکے برباد میری خاک تک
رونق ہنگامہ کو محشر کے دن
اک حدائی کو لئے ہیں ہاتھ میں
زندگی بے عشق حکم موت ہے



سروبال و دوش ہے تو بھی اثر
اوسکے ابرو کا اشارا چاہئے



ہم رنڈ خذا چھوڑ سہارا نہیں کہتے
قارون کو خزانہ کی بھی پروا نہیں کہتے
ہم دل میں کوئی حسرت دنیا نہیں کہتے
پروا کریں کس چیز کی ہم کیا نہیں کہتے
آگ و مری اک گاہ کا رتبہ نہیں رکھتے
دنیا کی طلب طالب مولیٰ نہیں کہتے
ہم تیرے سوا کوئی وسیلا نہیں رکھتے
عاشق ترے قارون کا خزانہ نہیں کہتے

زاہد کی طرح زہد پہ تکیا نہیں رکھتے
آزاد غم دولت دنیا نہیں رکھتے
عزت کی ہوس زر کی تمنا نہیں رکھتے
دل گنج قناعت کی بدولت ہی تو نگر
تسو کوہ اگر لعل بدخشان سے بھری ہوں
جو طالب دنیا ہی دنی ہیں اونھیں کہہ دو
دارین میں اسے نائب سلطان و عالم
کیا نذر کریں دل کو سوا اسے شہ خوبان

راضی بردناہین ترے آزاد محبت جینے کی ہوس موت کی پروا نہیں رکھتے



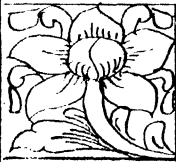
پوشیدہ جو دل میں ہے امر عشق کی دست ہم اسکے سوا اور دینا نہیں رکھتے



کیا مجھ کو غرض رکھتے ہو تم یا نہیں رکھتے
 صدہ شکر کہ ہم شیوہ اعدا نہیں رکھتے
 اسو رشک چمن گل قدبالا نہیں رکھتے
 جینے کی ہوس عاشق رشیدا نہیں رکھتے
 اس دکھ کی دو احضرت عینی نہیں رکھتے
 اسو غیرت گل لالہ صحرانہیں رکھتے
 بیکار کسی شخص کو بھلا نہیں رکھتے
 واقف ہیں کہ ہم خون کا دعویٰ نہیں رکھتے
 یہ کام ہیں ایسے کہ نتیجہ نہیں رکھتے
 ہم ظلم کسی پر بھی گوارا نہیں رکھتے
 کیا دیکھیں تجھے دیدہ بیانا نہیں رکھتے
 ہم آرزوی نشہ صہبا نہیں رکھتے

مجھے نہ کہو پاس عدو کا نہیں رکھتے
 قسمت سے گلہ بخت سے شکوہ نہیں رکھتے
 شمشاد اگر چہرہ زیبا نہیں رکھتے
 جب چاہیں مجھے قتل کریں آپ خوشی سے
 تم سے مرض عشق نہ جائیگا طلبیہو
 جو دل غم دہی ہن تری فرقت میں جنور
 سر پھوڑو دو چارہ گرو ماتھ نہ رو کو
 بیخوف نہ کیوں عرصہ محشر میں رہ آئیں
 دل نہ بچے سر پھوڑے مر جائے لیکن
 اغیار سے کیوں بنج کریں تیر کو تم کا
 منکر ہیں تری حسن دل افروز سے محروم
 کافی ہو تری مست نگاہوں کا تصور

<p>لبا دیکھتے ہیں جان بخش نہیں اس میں سچ کچھ جلا دکو ماتھون مری پر ز تو اڑینگے دل چیر کے خون پنجہ قاتل میں لگائیں شکوون سو دل ادلکا تو بھرا ہو دل و ہدم افسردہ مزاجی نے بنایا نہیں سیکار پہونچی ہو کہاں اونکی عداوت کی ترقی</p>	<p>پر میری لئے حکم مسیحا نہیں رکھتے افسوس کہ وہ قصد تماشا نہیں رکھتے اتنا تو کلیجا مرے اعدا نہیں رکھتے باتوں سے دکھاتی ہیں کہ گویا نہیں رکھتے وہ دل نہیں رکھتے وہ کلیجا نہیں رکھتے وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے</p>
--	---



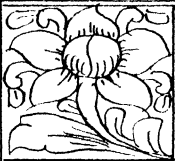
آنسو ہیں کہ جاری ہیں اتر دیدہ تر سے
 روز کے سدا تم کوئی دھندا نہیں رکھتے



<p>ہم شکل دو وہ نسیم سحر گئی : آہ شب فراق مری کام کر گئی : دل کی طرف گئی کبھی سوی جگر گئی مدت ہوئی کہ آرزوی بال و پر گئی جب اس ستم شعار کو میری خبر گئی جب گل کو کان باد سحر گاہ بھر گئی اپنی بھی زندگی کوئی صورت گزری</p>	<p>اسے شمع تو ہی بزم سے با چشم تر گئی دل سے عدو کے تیر کی صورت گزری تیری نگاہ اور کہ ہر بد نظر گئی : کیا آوازے صبا مجھے پرواز کا خیال مشق جفا کے خوف سے روز لگا عدو دل میں ہو اے عرض ہوئی عند لب کہ تا عمر گزشتا نصیب عدو رہا :</p>
--	---

اک بیسی تو رونے مہری گور پر گئی
 کبخت موت کیا شب ہجران میں گئی
 وحسرتا کہ لذتِ دردِ جگر گئی
 رنگت تری لبونکی اویں نام و ہر گئی
 اتری اگر تو جانِ دِ ظالم مگر گئی
 حسرت ہمارے ساتھ پس نامہ بر گئی

مرنے کے بعد کون مرا نوحہ کرے
 میں مر رہا ہوں کب سو غم انتظار میں
 لیکر عدد کو ساتھ وہ پرسش کو آئی ہیں
 کس موٹھ سوڈ کر کیجئے باقوت و لعل کا
 بل کر رہی ہو زلف اُتر نیکو دوش سے
 تنہا سنی طریق گوارا نہ کر سکی ہے



میں ہی نہ اوسکی بزم سے روتا اوٹھا
 آنسو بہاتی شمع بھی وقت سحر گئی ہے



گلے صبا بہار میں کیا آئی کیا گئے
 سیرِ حرم میں تم یہ نیا گل کھلا گئے
 جب ہم نہ تھے پس نہ کہیں کے تو کیا گئے
 اونکی گلی میں ہم سرد و سن صبا گئے
 جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے
 کس وقت اسی بتو مجھے تم یاد آ گئے
 نالی ہمارے ساتھ بجائے درا گئے

دو چار دن کی سیرِ حرم کو دکھا گئے
 گلے در عند لب میں جھگڑا لگا گئے
 کعبہ گئے مدینہ گئے کر بلا گئے ہے
 تھی دیدنی بہار ہمارے غبار کی
 بانگِ جرس نہ غلغلہ کو س صبح دم
 مدت پہ دل میں آیا تھا اللہ کا خیال
 دم بھر بھی بے جرس نہ کاروانِ عمر

جو کچھ رہی تھی وہی تھی ادھی ہم چڑھا گئے
 وہ بڑ نقاب سانسو میرے جو آ گئے
 چلنے کو جب ہو تو اسے گھر بلا گئے
 کوئی عدو میں شب نہ گئے آپ یا گئے
 اغیار کیا بڑی تھے کہ ہم اونکو بھا گئے
 سن لینا ایک روز کہ وہ زہر کھا گئے
 تھی جتنے شہم لطف وہ آنکھیں چرا گئے
 تیر کو تم کو ڈر سے زمین میں سما گئے
 کیا جانیں کیا کرو گے جو پیش خدا گئے
 تو ادھے پوچھ جو ہمیں کافر بنا گئے

سو تھ لیکے غیر رہ گیا دور اخیر میں
 کیا تمکو اسے کلیم بتاؤں کہ کیا بنی
 بزمِ عدو میں آ کر وہ بیٹھے عدو کو پا پر
 قسمیں نہ کھائی مجھے کوئی گلا نہیں
 ضد کی ہو اور بات و گرنہ پئے جفا
 مرتے ہیں خضر سبزہ رخسار یار پر
 اہل جہان کو دیدہ عبرت سو دیکھئے
 اسو آسمان بخان کہ مدفون ہو کہیں ہم
 بے باک تم ہو ایسے تو محشر میں اے بتو
 ناحق کی ہم سو پشیمان ہو اسو خدا



جب کھو چکے تو سادگی طبع سے اثر
 اونکی گلی میں ڈھونڈھنے دل بار بار
 گئے



کاش وہ ستنے زبانی میری
 گزری حسرت میں جوانی میری
 آتن عشق ہے بانی میری

روتے ہیں ستنے کہانی میری
 عمر بھربات نہ مانی میری
 خاک ہو جائینگے جلکر اعدا

واہ رے سیف زبانی میری
 کس غضب کی ہے جوانی میری
 میں نہیں کہتا ازبانی میری
 کہیں سن لی جو کہانی میری
 ہے سبک تجھ پہ گرانی میری
 غیر کہتا ہے کہ سانی میری
 بے نشانی ہے نشانی میری
 غیر کی مانی منانی میری
 واہ رے ہیچہدانی میری
 تو ہی عالم میں ہے ثانی میری
 ہے بلا اشک فشانہ میری
 کبھی اونٹنی نہیں بھٹانی میری
 قدر کرتا ہے فغانی میری
 داد ہے باج ستانی میری
 آتش شوق نہ سانی میری

کٹ گیا غیر مری باتوں سے
 آئینہ دیکھ کے فرماتے ہیں
 غیر سے میری حقیقت سن لو
 پھر تمہیں نرسند نہیں آئیگی
 بار کیا پاؤں تری محفل میں
 ہمہ تن گوش ہو سکتے ہیں
 یاد آؤنگا جفا کاروں کو
 التجا ایک مقدر دو تھے
 حشر میں کچھ نہو اچھے سوال
 اپنی تصویر سے فرماتے ہیں
 نوح کو اسکی خبر ہے کہ نہیں
 اب اونٹنی تری در سے مر کر
 میرے اشعار فغانِ دل میں
 خسرو ملک سخندان ہوں
 دل میں پوشیدہ بیگی کونگ

تارگیسو سے نگہ جا لہجی دیکھنا رشتہ دوانی میری

دل کی حالت سے خبر دیتی ہے
اثر آشفتم بیانی میری

گوش دل زحمت کشی سو خارِ نغمہ ہے
تازگی بخش دلِ مردہ عذارِ نغمہ ہے
منزل مقصود بد حالان دیارِ نغمہ ہے
صرف چند اصوات موزون پر وارِ نغمہ ہے
ہر سخن کو جسکے حاصل اعتبارِ نغمہ ہے
طبع ناموزون زامہ شمسارِ نغمہ ہے
بلبل شیریں بان سید وارِ نغمہ ہے
آج محفل میں بھی کو انتظارِ نغمہ ہے
یہ تو وقت سیکشی ہی روزگارِ نغمہ ہے
دل پر تین جذبہ بڑا اختیارِ نغمہ ہے
سوم کرناور نہ پتھر کو بھی کارِ نغمہ ہے
لاکھ پردے میں بھی ظالم سہاراِ نغمہ ہے

بڑی تو ای گل چین کیا بہارِ نغمہ ہے
کم نہیں فصلِ بہاری سو بہارِ نغمہ ہے
مطربانِ خوش نواہین سازگارِ اہل شوق
شرع ہی قانونِ عقلی و اعظا برہم نہ ہو
اوسکی آگ کیوں نہ عاشق گوش برآواز ہوا
آشنای ساز لذت ہو دل اربابِ شوق
کچھ لب شکر نشان ہو جو چین میں نغمہ ہے
بنے جو گن کون دکھلا نیکو ہو اپنا کمال
کوئی فصل گل میں اعظا کس طرح تو بہ کرے
مو عظمت پابندیِ فطرت کو کیا باطل کرے
تیری دل پر زاہد اہو تا ہمیں کوئی اثر
ہے صد گوش دلِ محزون کو بیانی کی شکل

پہونچ جائینگے خدمت شاہ میں
جو تقدیر یا در اثر ہو گئی :

وہ تو ہنس ہنسکے سوی غیر نظر کرتا ہی
خافلو تملکو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے
ڈر ڈر تو تری چہرے پہ نظر کرتا ہے
کسکا جلوہ دل عاشق میں گزر کرتا ہی
بید بخون مری سایہ سی صدر کرتا ہے
کارِ غماز مگر دیدہ تر کرتا ہے :
مشق آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے
میری کوچہ میں جو رورو کو سحر کرتا ہے
کہتے ہیں دل میں حسینو نکو بھی گھر کرتا ہی
نالہ صد چاک گریبان سحر کرتا ہے

نالہ کس مو نہہہ سی تو دعویٰ اثر کرتا ہے
کوئی دنیا سی عدم کو جو سفر کرتا ہے
سور و لطف سہی غیر مگر اسپر بھی
دلشکن باز بھی آفکر شکست دل سے
اپنی وحشت سی تڑھی رونق سحر آخون
عشق کو دل میں چھپا رکھنا بہت آسان
طالب نذر ہوا رومی مصفا کسکا
غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ آہ
عشق کی خانہ خرابی ہو توقع کا سبب
اپنے دامن کو شب تار بچاؤ رہنا

کسکا آزار کشیدہ ہو کہ راتون کو اثر
نالو کرتا ہے تو سو ٹکرے جگر کرتا ہے

شراب خون جگر ہے ہلکو شراب ہم لیکے کیا کرینگے

لڑک کی جا ہے دل برشتہ کیا ب ہم لیکے کیا کرینگے

ہزار پردہ میں بھی چھپائے سو حسن چھپتا نہیں مری جان

تمہارے عارض یہ کہ رہے ہیں نقاب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمارے نقدِ دل و جگر کو حساب کے بعد پھیر دینگے؟

حساب لینے کا اونے حاصل حساب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمیں جو بھیجا ہے تم نے مصحف پڑھی لکھے ہم نہیں اپنی کفر

دکھاؤ اپنا رخ کتابی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمہیں مبارک ہو شیخ صاحب بڑھاؤ دین یون جوان بننا

ہماری چہرے پہ پھیریاں ہیں خضاب ہم لیکے کیا کرینگے

ازل میں موقع جو ہمو ملتا تو اپنے خالق سے عرض کرتے

کہ حسرت تو نکا ہے یہ زمانہ شباب ہم لیکے کیا کرینگے

خوشی سے لین آپ جان ہماری عزیز کیا پیسے ہی ہکو

ہمارے کیا کام آئیگی یہ جناب ہم لیکے کیا کرینگے

جب ابتدا ہی سے شوق دیدِ جمال اتنا ہی تجکو اے دل

خدا سے نادان کہا نہ پھر کیوں حجاب ہم لیکے کیا کرینگے

دل پر آشوب وقت قسمت یہ غرض کرنا تھا تیر ہی نسبت

ملے تو اچھا ملے ابھی خراب ہم لیکے کیا کریں گے

بتوں کی الفت سے باز آئیں مگر جو دل اسکو مان جا

پڑی ہے واعظ عذاب میں جان ثواب ہم لیکے کیا کریں گے

جو منع کرتا ہے دل ندینے بتوں کو ناصح مگر خدا را

بتا دے تو ہی کہ اس طرح کا عذاب ہم لیکے کیا کریں گے

زہین کچھ امید زیت باقی رہی ہو بات اب گھڑی پیر کی

جواب قاصد جو لایگا بھی جواب ہم لیکے کیا کریں گے

خدا کی بخشی ہوئی ہے، وقعت اثر زہین کوئی ایسی نعمت

ملی ہے جب عزت سیادت خطاب ہم لیکے کیا کریں گے

تر می کریم کے ابھی امید وار آئے

چمن میں دھوم سے جب موسم بہار آئے

ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے

عدد کو ساتھ لئے وہ سر مزار آئے

چمن میں موسم گل جوش پر بہار آئے

یہ کہتے حشر میں زاہد گناہ گار آئے

قفس میں بلبل نالان کو کیا قرار آئے

غم فراق میں کیونکر مجھے قرار آئے

لحد میں کیا دل بڑا تاب کو قرار آئے

بہار غم خزان ہو گئی تو پھر اسے دل

یہاں جو آؤ تو کیا لیکے اختیار آئے
 اسی لئے ترمی محفل میں اشکبار آئے
 کہ مشک نافہ لئے آہو می ستار آئے
 کہ میں جو مرتزہ میں کیا اونکو اعتبار آؤ
 مگر نہ خاطر نازک پہ اونکے بار آئے
 حضور د اور محشر گناہ گار آئے
 تمہیں بتاؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے
 خدا کرے بھی تو وہ دن کہ اپنا یار آئے
 یہ انتظار کہان کا کہ بچہ بہار آئے
 مگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے
 کرن شمار فرشتے اگر شمار آئے
 سر زبان نہ کہیں آہ شعلہ بار آئے
 یہ ابراہیمی ہن ساقی کہ کو ہسار آئے
 عبا رنج لئے تیرے خاکسار آئے
 کہ جسکو دیکھ کر خورشید کو بخار آئے

ہم اپنی فعل کو کیونکر نہیں اور خدا محتا
 برنگ شمع ہمیں پسین غیر جلنا سقا
 کیسکی زلف مغبر کی بو صبا لامی
 ہمیں تو مرگ زوبے اعتبار کر ڈالا
 گلہ بجا ہی سہی اونکی سرگرائی کا
 پکار ہی رحمت حق و اعظو کہان ہو تم
 خدا نے جب تمہیں دی اس طرح کی سپاری
 نکال لینے شب وصل حسرتیں دل کی
 جو دن کو کہیں گل سول لڑاے بلبل
 اور تمہیں سنائیں ہم افسانہ بیقراری کا
 شمار ہو نہیں سکتا مری گناہوں کا
 نہ اپنی گرم کلامی سول جلونکو چھیر
 کھنچی تھی ساتھ میں کیا مری کو کوہن کی جو
 عدو کو خاک بنا دی کہ تیری کو چہ سے
 ہمارے داغ جگر سوز کا وہ عالم ہے

عدو کو کیوں نہیں سمجھاؤ حضرت نام	کہاں کو آپ مرے ایسے دوست را آئی
رہا جو ہم عدو شب تو اونکے کوچہ میں	ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے
ہزار شکر بھر دسا رکھنا نہ طاعت پر	جو تیرے سامنے آئے تو شکر نسا آئے
عدو کی مرگ سی کیونکر نہ ہوا ملال ہمیں	ہماری پاس وہ آئی تو اشکبار آئے



اشتر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہر شکار	بہاوردی سے کئی شیر جا کے مار آئے
------------------------------------	----------------------------------

یاد کرو انکو جو تیری عشق کو مارو نہیں تھے	ذکر کیا فرما دو مجنون کا کہ آدرو نہیں تھے
مخفل غیار میں شب تھے جو وہ رونق فرور	تا سحر سم آتش غیرت سی انگارو نہیں تھے
گل چڑھا ای بلبل شیدا ہماری قبر پر	ہم بھی اک رشک چین کو ناز بردارو نہیں تھے
جرم الفت پر کیا قاتل ہمیں تو فو بلاک	قابل تعزیر کیا ہم ہی گنہگارو نہیں تھے
تھے چین میں بھی ترے دام محبت کو اسیر	وان بھی ای صیاد ہم تیری گرفتارو نہیں تھے
غیر کے کہنے سی ہوں اسی بانی بیدار بندہ	ہاں وہ روزن جو تیری گھر کی دیوارو نہیں تھے



صوفی صافی بنے ہیں کچھ تو کہئے خیر ہے	صوفی صافی بنے ہیں کچھ تو کہئے خیر ہے
ایرا شر کے دن ہوئی ہیں آپ پیچھا رو نہیں تھے	ایرا شر کے دن ہوئی ہیں آپ پیچھا رو نہیں تھے

کیا ہمیں ہدم کہ کیا نقشہ دل سبل کا ہے	آہنی ہی جان پر عالم بڑھی مشکل کا ہے
---------------------------------------	-------------------------------------

سرسچسان اور محشر سو قاتل کا ہے	خون کا دعویٰ کر دین مجھے یہ سکتا ہے
کچھ خیال و اہل غفلت گور کی منزل کا ہے	خوابگاہ دہرین کیسی ہیں یہ مستیان
اب قرینہ اور ہی اس شوخ کی محفل کا ہے	ہمقرین میں اربابے فاکو نکر نہون
لب بلب یا ہو تو بھی خشک لب حاصل کا ہے	تشنہ کا مان ازل و خضر کیا سیلاب من
مجھ پر او سکر پاسبانوں کو یقین سائل کا ہے	رحم کھا کر یاد کو در سے ہٹا دیتے نہیں
شام سو اترا ہوا چہرہ سہ کامل کا ہے	آج وہ خورشید رو کیا جلوہ گر ہو با پر

	پایمال یاس ہی ہوتی رہی کشتِ وفا	
	اور اثر حاصل یہ تیری سستی لاصل کا ہے	

اس سن میں آدمی نہیں بہتا ہے آدمی	کیا کیا سبچ پیری میں بہتا ہے آدمی
وہی اے مرد خدا ہوتا ہے	جو سق در کا لکھا ہوتا ہے
تیری تدبیر سے کیا ہوتا ہے	آگے تقدیر کے اور دشمن عقل
اس میں خالق کا کلا ہوتا ہے	کرنہ قسمت کا کلا اے نادان

	رباعی	
---	-------	---

کیونکر نگر و نوح و ثنائے حیدر	سومن ہون کھون کیون نولای حیدر
حیدر کا ہے مداح خدا و حیدر	کیا ٹم جو عد و مدح سے انکار کرے

رباعی

خالق کی رضا جان رضا و حیدر	سوجان سی ہو جا تو خدا سے حیدر
سومن کو نہیں عشق علی سے چارہ	ایمان کی دلالت ہی ولا سے حیدر

ایضاً

حیدر کی صفت کیا کوئی انسان لکھے	کیا تاب کوئی دوسرا قرآن لکھے
ممكن نہیں انسان سے مع حیدر	ہاں لکھے تو پھر ایزد سبحان لکھے

قطعہ

حارب جو ہی علی کا وہ حارب نبی کا	حارب نبی کا دشمن اللہ پاک سے
پس حارب علی و نبی و خدا جو ہو	وہ عاقبت خراب جہنم کی خاک سے

ایضاً

کعبہ ہی میں نہیں ای شیخ ہزاروں بند	نام اللہ کا ہر آن لیا کرتے ہیں
دیر میں پیش بتان ہاتھ میں لیکر سمرن	برہمن شوق سے ہر نام چپا کرتی ہیں
دیر تو دیر علی گڑھ میں بھی اہل حدت	لفظ نیچے سے او سے یاد کیا کرتی ہیں

قصیدہ

دمول رسید و مولانا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام الی یوم القیام

راکب دوش جناب مصطفیٰ پیدا ہوا
 ابن عم پادشاہ انبیا پیدا ہوا
 جانشین حضرت خیر الوریٰ پیدا ہوا
 کشور ملت کا وہ فرما روا پیدا ہوا
 وہ جگر بند جناب مصطفیٰ پیدا ہوا
 شان میں جسکی ہر وہ شیر خدا پیدا ہوا
 حیدر شکر شکن خلیفہ کثا پیدا ہوا
 عالم بالا میں شور مچا پیدا ہوا
 وہ زبردست جناب کبریا پیدا ہوا
 مومنو وہ آج حمد و جود خدا پیدا ہوا
 اولین و آخرین کا پیشوا پیدا ہوا
 بہر ستاری وہ شاہ دوسرا پیدا ہوا
 منظر ذات جناب کبریا پیدا ہوا
 جب علی مرتضیٰ اسباب خدا پیدا ہوا
 کشتی دین خدا کا نا خدا پیدا ہوا

مژدہ بادا شہسوار لافٹے پیدا ہوا
 ہر جب کی تیرہوں لبشاش ہوا امیر الیوم
 مسند پیغمبری کو اور بھی زینت ہوئی
 فرق اقدس پر ہر زیبا جسکے تاج انما
 لکم لجمی ہر جسکی شان میں ای مومنو
 لافٹی الاعلیٰ لاسیف الادوا الفقار
 ضیغم دشت قوت شیر میدان و غا
 جب کبھی مہربان شاہ ازجان کی ذلفقا
 دشت میں جسے بچا یا شیر سے سلمان کو
 شان میں جسکی خدا ذیل اتی نازل کیا
 مثل شاہ انبیا وہ بادشاہ اولیا
 خرقة سراج بخشا حق فرموی کو مری
 دیدہ حق بنی و دیکھو جلوہ روی علی
 پہلے کعبہ تکبہ تھا ہو گیا بیت خدا
 مومنو باقی نہیں اب خوف طوفان نقار

آج وہ عقدہ کشا مشکلنا پیدا ہوا
 وہ معین اولیا و انبیا پیدا ہوا
 بحر وحدت کا وہ درّی بہا پیدا ہوا
 مژدہ اسرائیل حزن وہ غمزا پیدا ہوا
 وہ رہ دین نبی کارہنما پیدا ہوا
 اہل حاجت کیلئے حاجت روا پیدا ہوا
 کون مولیٰ کے برابر دوسرا پیدا ہوا
 نام میں نام خدا نام خدا پیدا ہوا
 مثل پیغمبر علیؑ معجز نما پیدا ہوا
 عالم علم لہٰن مصطفیٰ پیدا ہوا

ہر نبی کی مشکون کو جسے آسان کر دیا
 شکل آدم میں ہوا مسجود جو مقصود حق
 دشمن موسیٰ کو جسے کر دیا کہ مہین غرق
 جسے یوسف کو ملایا غمزدہ یعقوب سے
 خضر و الیاس سچا گوہدایت بڑی کی
 جتنے میں بیدست اونکا ہی لیتے دستگیر
 مرتبہ میں منزلت میں بعد محبوب خدا
 ذاتین بہتات حق پر وہ شہ دنیا و دین
 رحمت خورشید سے عالم پر روشن ہو گیا
 قابل قول سلونی واقف اسرار غیب



اپنی شکل کیلئے پڑھا اسرائیل ناد علی
 ساری مشکل کا علی مشکلنا پیدا ہوا



قصیدہ منقبت



جلوہ ذہن تری ایک کیا دیر و حرم کو
 ہو دخل نہ زاہد تری تقویٰ کو صنم کو

لیون کعبہ دل میں زکھین تجھے صنم کو
 ہم فرودہ صنم خانہ بنایا ہے کہ جس میں

دل جو گزرگاہ خدا کعبہ یہی ہے
 ہے وحشت دل سمجھے ہوئی سیر و تماشا
 محتاج دلائل نہیں اثباتِ الہی بہ
 ابطال جز لا یتغیر می سے جو تو نے
 ثابت ہوئی جسوقت سہولی کی قدیمی
 شے کوئی سہولی نہیں ایسی شکل سہولی
 ہر چند قوی فعل میں ہے قوت بنیش
 پیراہن یوسف کی شمیم آئے ہو اپر
 اضداد و موافق یہ قدرت میں ہیں سکر
 احسن ہو مگر ہنچ وہی جیسے عالم
 فطرت کا تقاضا ہو کہ ہو عدل کرم میں
 بخشش ہو تلی اس کو قسام ازل نے
 ادنیٰ کو جو اطوار ہیں اعلیٰ کو نہیں ہیں
 انداز جو میں داخل طینت نہیں جابے
 کر شکر کہ ہو شکر ہی سرمایہ طاعت

اسو شج ترا کعبہ نہیں چاہئے ہم کو
 صحرا میں مدوٹ اور بیابان قدم کو
 ای فلسفی رکھ چھوڑ براہین حکم کو
 چاہا کرے اثبات سہولی کے قدم کو
 مذہب میں ہوا دخل تدبیر کے قدم کو
 صورت ملی بدعت سے تری کفر و ظلم کو
 چاہو تو کرے اس سے قومی قوت شکم کو
 کنگان میں اک پیر پرا زرد دوالم کو
 معدن بنیم چاہو جو معدن کری کم کو
 اس ہنچ میں کچھ دخل نہیں لا و نعم کو
 اس عدل ڈبے زور کیا دست تم کو
 خالی نہ رکھا عدل سے میزان کرم کو
 آتارم آہو نہیں شیرانِ اجم کو
 آہو نہ کبھی ترک کری عادت رم کو
 ہو شکر ہی جو دفع کری کفر و ظلم کو

جب سو کہ کھلی ہستی عالم کی حقیقت
 اس عالم فانی میں اثر دل نہ لگانا
 مغرور نہ ہو شروت دنیاوی دنی پر
 کیا مال سمجھتے ہیں جو ہیں صاحب دانش
 نادان ہو منقش جو کرے صفحہ دل پر
 اگر عقل ہو کر ملک قناعت کو مسخر
 اس راہ طلب میں تو بنا پیشوا اپنا
 یعنی کہ علی حسین کر می ہے خدا کی
 وہ شاہ گدا جسکے سمجھتے ہیں مذلت
 وہ غازی حق تیغ نے جسکی کیا معدوم
 وہ صیغم دین جسے کیا زیر و غامین
 ای سرور دین شاہ نجف مالک کونین
 وہ رہبر حق تو ہے کہ ارباب بصارت
 شاہ تری مدحت نہیں انسان سے ممکن
 باہرین بیان سے تری اوصاف گرامی

ہم ایک سمجھنے لگے ہستی و عدم کو
 رونانہ پڑو تجھ کو کہیں بحث و نرم کو
 بازیچہ اطفال سمجھ جاہ و چشم کو
 ملک زرو اسپ و شتر و طبل و علم کو
 نقش ہوس و رغبت دنیا و درم کو
 یہ ملک حاصل ہو استا مان عجم کو
 شاہنشاہ دین نایب سلطان امم کو
 اسید کرم جس سے ہے ارباب کرم کو
 جاہ و چشم و شوکت اسکندر و جم کو
 ہر دشمن دین شہ بطحی و حرم کو
 شیران عرب اور ہزبران عجم کو
 ہو فخر تری ذات سے بطحی و حرم کو
 آنکھوں سے لگاتی ہیں تری نقش قدم کو
 طاقت نہ زبان کو ہونے یارا ہی قلم کو
 کوزہ میں جگہ ہدی کو مئی کس طرح سے ہم کو

سلام

<p>لہو غم سے دل دلیگیر ہے آج کہ جسکے قتل کی تدبیر ہے آج یہ خنجر سرِ شہید ہے آج رسن ہو طوق ہو زنجیر ہے آج یہی کفار کی تقریر ہے آج کمر بستہ ہر اک بڑ پیر ہے آج سکینہ غم کی اک تصویر ہے آج بجائے شیر آب تیر ہے آج</p>	<p>سلامی رخصتِ شہید ہے آج محبوب و حسین بن علی ہے نہ کیونکر خلد میں جید رہوں مصنف پے دست و گلو و پاسے عابد حسین بن علی جان نہ پاوین پے قتل جگر بند پیمیر ہوئی ہو شکل زینب شکل ماتم گلے میں اصفرتشنہ دہن کے</p>
---	--

اثر آنسو کا ٹوٹی تار کیونکر

غم شہید دامن گیر ہے آج

اشعار فارسی

پیدانه شود هیچ اثر آه و فغان را
 درد آکه و فغانیت حسینان جهان را
 صد چاک که جلوه مهتاب کتان را
 ابرو تو آموخت کجی تیغ و کمان را
 حامل نتوان شد فلک این بارگران را
 در گلشن حسن تو گز نیست خزان را

تا دل به نظم ندهد اذن زبان را
 جان نیز دهد عاشق دل داده و لیکن
 آسیب رسد از رخ تابان تو بزل
 ایجا و کند از خم زلف تو طوح بست
 کوه غم عشق تو نهادند سر ما
 ای روی ابد رنگ گرفته ز بهارت

از کیفیت خویش بر یار چه گویی ؟
 در کار بیان نیست اثر حال عیان را

آتش زو بدل و خرم ایما نم سوخت
 آتش جلوه رخسار تو آسانم سوخت
 آتش عشق تو دور پرده و پنهانم سوخت
 گرمی ناله بسیل بگستاخم سوخت
 ماند پوشیده درون دل پنهانم سوخت
 سوخت عشق تو مگر با سر و سامانم سوخت

برق حسن تو نه تنها جگر و جانم سوخت
 شوق نظاره حسنت سر طومر نکشید
 خلق آگاه نشد از طپش سوز دم
 شعله در دم افکند و جگر کرد کباب
 آتش عشق بتان بود چو آتش در سنگ
 داغ پنهان بدل و ناله سوزانم سوخت

کرم پہلونہ شد از مہر دل افروز کے
اسے اثر آتش ہجرش بزستانم خست

تازہ جانے بہن خستہ مامی آید
شرم از شوخی چشم تو مامی آید
شیخ از خرقہ تو بوئے ریامی آید
کز گنہگار خطا و تو عظامی آید
بوئے یوسف ز کجا تا بجامی آید
آری خالی چو بود طرف صدامی آید
صبر کن صبر کہ درد ام ہمامی آید
ہیچت از سر کشی نفس حیامی آید

ہر سحر کہ کہ ز کوئے تو صبامی آید
شکوہ غیر برویت نتوانم کردن
روکش جامہ رندان چو دہد بوی شراب
کرمت اجر بخوید چہ کریمی یارب
کار فرمای شوق است پراز لوجہی
صوفی ارغزہ زند نیست خلاف فطرت
کبک و دتراج اگر صید شد رنج مہر
از خدامی طلبی جو رہ میراے زاہد

مطمئن نیست ز اغیار جفا کار دلش
کہ کہ بکوے تو اثر او بقصامی آید

چشم نیاز جانب روی دگر کند
از دیدن بغیر کرم بیشتر کند
اگر شکوہ دلم ز جفائے تو سر کند

نازش بہین چو روی نیازم نظر کند
کے یار سوی من بجنایت نظر کند
صد عمر اکتفا نکلند شرح و درد را

<p> همراه غیر بر سر قهرم گرز کند زین بدسگال ترس که بدر ابر کن سودا خام نیست که از سر بدر کند نامم هزار بار اگر اوز بر کند بے خوف از درشتی در بان گرز کند اورا خبر ز حال من بنخبر کند فارغ ز غم شنید و خاک بسپر کند ذکر از خرابی من خسته جگر کند از یار دور نیست اگر اینقدر کند باید که مدعی ز تو اضع سپر کند وقت ست ابر بر سر گل چشم تر کند شب را برنگ من نتواند سحر کند </p>	<p> ترسم ز مرگ خویش که او بهر فاتحه شکوه مبر ز حال بدت پیش آسمان دل را بشوق زلف کسی ننگ چنگی است اگر دهنزار بار فراموش از دلش گو قاصد که همچو صبا در حریم یار گو پیک با جز که ز راه کرم دلی آن طالعش کجاست که ناصح بگو تو این زهره هم رقیب ندارد که پیش در بزم غیر راند به جاس در بغل از تیر آه گوشه نشینان پناه نیست وقت ست عند لیب زیند شیون بهار دارد دلم چه سوز که شمع حریم دوست </p>
--	--

از جذب عشق دور سپندار امر اثر
بیلے اگر بودی مجنون گرز کند

خوش مرا پیروی باده پرستان آمد
رفتم از مدرسه و کار من آسان آمد

بر در شاه نجف بنده احسان آمد	ہر کہ شد تاجور کشور عراق و یقین
کارم از دست شده باز بسا مان آمد	چشم مالم سر پایت کہ ز فیض قدمت
بغلامان ز نوال شہ مردان آمد	مدعی آنچه بصد شوق تمنا میکرد
سوی مسجد بتلاش نمک نان آمد	واعظ شہر بر رزاق جہان تکیہ نکرد
بر سر طور چرا موسی عمران آمد	رخ ہر سنگ تجلای جالش دارد
سر گل اشک فشان بر بہاران آمد	از خرابی خزان داشت خبر ورنہ چرا

اشرا ز زلف درازش سخت طول کشید
قصہ کوتاہ کنی عمر بسیار یان آمد

وز غم ہر دو جہان آزاد باش	بتلائے عشق باش و شاد باش
تا توانی مایل بیداد باش	عاشقان دلدادہ خوئے تو اند
حی و قایم اے ستم ایجاد باش	لذت بید نصیب جان ما ست
عاشق جان باز چون فرہد باش	رو متاب از عشق و سر نہ در رہش

تا توانی اے اشرف اافل مشو
از خداے دو جہان در یاد باش

قاسم نادر و جان شاہ سلام علیک	سرور کون و مکان شاہ سلام علیک
-------------------------------	-------------------------------

بادشهنش و جان شاه سلام عليك
 داغ تہ سرکشان شاه سلام عليك
 چاره بیچارگان شاه سلام عليك
 عالم رازنہان شاه سلام عليك
 فخرشہان جہان شاه سلام عليك
 مرہم خستہ دلان شاه سلام عليك
 حق زکلامت عیان شاه سلام عليك
 شمع شبستان جان شاه سلام عليك
 نام تو در زبان شاه سلام عليك
 از تو قدم رانسان شاه سلام عليك
 ہستی مرا جان جان شاه سلام عليك
 سرور ہر دو جہان شاه سلام عليك
 فخرشہ مہ سلان شاه سلام عليك
 چون نہ شوم مدح خوان شاه سلام عليك

مالک ملک کرم نایب شاہ ام
 ضیغم دین خدا حیدر خیر کشا
 شافع روز جزا نامی ہر دو سرا
 واقف اسرار غیب داغ ہر شب تہ وز
 حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب
 داغ داغ الم داروی ہر درد و غم
 مفتی دین خدا حاکم ملک رصنا
 زینت بزم نبی فخر نبی و ولی ہ
 مقصد و مقصود ما شاہد و مشہود ما
 ذات تو در ہر زمان بود چون گنج نہان
 لحک محی نبی گفت ترا یا علی
 صاحب منبر توئی مالک قبر توئی
 منظر ذات خدا جلوه دہ انبیا
 خالق کون و مکان کردنایت باین

بخش ز عشق خدا این اثر مرده را

زندگی جاودان شاه سلام علیک

زاهد این رنگا ہم کہ چہامی بنیم
 مرجع شاہ و گزگاہ گد امی بنیم
 چرخ رازیر زمین وقت دعامی بنیم
 انچہ برجان شدنی ہست دلامی بنیم
 واقعہ راز حقیقت ز کجامی بنیم
 کہ چو آئینہ دل شان بصغامی بنیم

در بتان جلوہ انوار خدای بنیم
 کیست آن خسرو خوبی کہ درش یاز
 نیست جز صبرہ خاک نشینان و ش
 از نگاہ غلط انداز کہ چشمش دارد
 عجب از پیر خرابات کہ یارب اورا
 روز رندان خرابات مگردان زاهد



شرف سایہ میفکن بد یارت کہ اثر
 کمتر از بوم بشہر تو ہمامی بیستم



جو رراطرح نوانداختہ یعنی چہ
 اے فلک نزد دعا باختہ یعنی چہ
 لشکر ظلم بر آن تاختہ یعنی چہ
 بر سرم تیغ جفا آختہ یعنی چہ
 گردن اسی شمع برافراختہ یعنی چہ

غیرا مشق کرم ساختہ یعنی چہ
 بادل سادہ و آزادہ کہ من می دارم
 کشور دل کہ از انت شدہ در روزگار
 من کہ با گیسوے تو خط غلامی دارم
 سر کشی چون نمی ز مید بر بخ یار ترا



تو و دنیا می دنی اے اثر پاک شست



بر سر جبهه پرداخته یعنی چه

زلف سیاه و کامل بچپان ندیده
 زان میکنی که سر و خرامان ندیده
 چشمش که هست دشمن ایمان ندیده
 رنج و مصیبت شب هجران ندیده
 ای ابرجوش دیده گریان ندیده

ناصح تو جلوه رخ جانان ندیده
 و اعطاص حدیث خوبی طوبی براه شوق
 بر کفر من زینحرمی طعنه بمن
 پیشم مگوز سخنی روز جزا سخن بن
 طوفان نوح شمه طوفان اشک ما

غره مشو مبه و عطایش که ای اثر
 جور و جفا آن شه خوبان ندیده

و مگل چه دیده که گریبان دریای
 از من چرا چو آهوی صحرا میدید
 شکل عبوری دل آزار دیده
 صدمغ جان بدام هلاکت کشیده
 در گلشن جمال گل نود میدید
 در حیرتم که رسته الفت بر دیده
 زاہد از ان تو گو شغلت گزیده

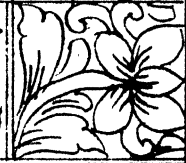
ای عندلیب از چه فغان با کشیده
 دارم دلی که صید کند هوا می تست
 ای جان جان مروز بر من که درلم
 زان طایر درلم بهو اے تومی پر
 رنگ بهار راز عذار تو تازگی
 پیوسته بدشمن جزو دست همچو من
 تاب فروغ بزم حسینان دلت ندا

کے در رکاب آن قد بالا و ویدہ
 امی دل ترا چہ قدر کہ اشک چکیدہ
 حالم مگر زد دشمن بد گو شنیدہ

دعوی بندگی مکن ای سرو بوستان
 دیگر مد ار چشم توجہ ز چشم او
 طبع تو رحم بر من مسکین بنی کند



محتاج شرح حال دلت نیت امی اثر
 اندوئی تو عیان است کہ آفت رسیدہ



چہ شمایل بخدا ای بت زیبا داری
 کہ در انفاس صد اعجاز مسیحا داری
 فکر اموز نذارم غم فردا داری
 چہ بلا ہوش ربا ز گس شہلا داری
 آفتابی ولے خاصیت حر با داری
 در حریم دل عشاق چنان جا داری
 ہیچ درد دل ز گدایان سرور داری
 خال مشکین کہ تہ زلف چلیپا داری
 دل سن پاک شد از رغبت دنیا داری
 تو کہ در مغفرت چون و چرا داری

چشم شہلا رخ رنگین قدر عناداری
 حرفی از لطف بفرما سر جان دادہ بخش
 با تو اسے زاہد بعقل مرا کاری نیست
 مایہ عقل و خرد از دل عالم بردی
 جز تلون صنمانیت بذاتت عیبی
 ایکہ تیر بجان بہر تو شایان باشد
 ما کہ ای باد شہ حسن دعا گوئی تو ایم
 کافر م کرد و سوید ای نعمت لا فرود
 شک از بد کہ ز جام کرم پیر مغان
 اسے زاہد خود بین و خالم بگز

اے اتر گریہ شب را اثر نیست گشت
چشم تر دار که در غیب عطا داری

تنها شستن و به تمنا گریستن	تا کی بشوق وصل قوشک گریستن
خندیدن از تو آید و از ما گریستن	تو برق حسن هستی و ما ایم ابر عشق
تسکین دل نمی کند الا گریستن	منعم مکن ز گریه که در هجر نا صحا
ناید ز من کجاست طوبی گریستن	زاهد بشوق سر و قدی اشک من ^{ست} دان
یکسان بود گریستن و نا گریستن	از گریه چون نه آب شود ز هر عذر

باید اثر بیاد لب تشنه حسین
از چشم اشکبار چو دریا گریستن

آنچه تو میکنی زاهد بخدا جایز نیست	سجده حق ز سر زور و یا جایز نیست
در جهان باده و معشوق چو ایاز ^{غیبت}	چون من و حور بود عاقبت کار جهان
کار چو بست درین چون و چو جایز ^{غیبت}	چون جهان گشت و چرا گشت یاد پرست
این جفا که رو داری بما جایز نیست	اللہ اللہ چه قسم میکنی بر اهل وفا

اثر از درد کشانست سیاز و دلش
اگر نه حسن تم با فقر جایز نیست

از جلوه در حجاب کنی آفتاب را
افسانه ام ربو در چشم تو خواب را

بر کستی ز چهره تابان نقاب را
نیخواهیم پیرس که چون از دفر غم

رباعی

هر موی تن ناز زبان می خواهد
دل در پی آن ست و همان می خلد

در غم هجر تو بیان می خواهد
ای جان چه تمنائے وصال گویم

مثنوی

افتخار هر بنی و هر دلی
نام پاک شاه زیب کام ما
زین سبب این گریه شب بامن
نیست بیماری چو بیماری دل
نور بخش دیده مرد خدا
همچو اعمی میرد سو سقر
نازداد دتیره دل بر مال نزر
رتبه دان او جناب کبر یاست
سجده گاه اولیا ایوان او

چون نه نالم در غم عشق علی
الف حیدر سمن اسلام ما
در دما دارد دل شیدا من
عاشقی پیدا ست از زاری دل
عین ایمان ست عشق مرقفی
دشمن مولا ست کور و بلبصر
از مذاق عشق بازی بیخبر
حیدر برون از فهم ما ست
از امانت کم نگر دشان او

انبیار اذات پاکش افتخار	بهر نبی از وی اعانت خواستگار
دشمنان را نام مولی جان گزار	دوستان را نام مولی جان فراست
شکر و حاسد بسوی بو تراب	مشیره بیند ز روے آفتاب
این شقاوت شیوه اسلامیت	بر چنین فهم و ذکا باید گریست
کفر بهتر از چنین دین خراب	کا نذران رکنی ست بغض بو تراب
همچنین اسلام را از من سلام	بر چنین اسلامیان شامت مدام
رحمت حق بر مغان علی	رحمت حق بر شناخوان علی
رحمت حق بر مغان حسن	رحمت حق بر شناخوان حسن
رحمت حق بر مغان حسین	رحمت حق بر شناخوان حسین
فرقه هستند از اسلامیان	بدتر از اهل دمشق و شامیان
از علی این فرقه را بغض و عناد	وز عدوش ربط و عشق و عناد
ابن ملجم شرم دار و زین گروه	پیش بی عنوانی ایشان
کی شود راضی خدا و ذوالجلال	چون از ایشان مرتضی داد
نیز از ابن علی دارند حسار	در ولای دشمنانش است
ای که هستی صاحب علم و هنر	وز ره دین پیمبر باخسب

